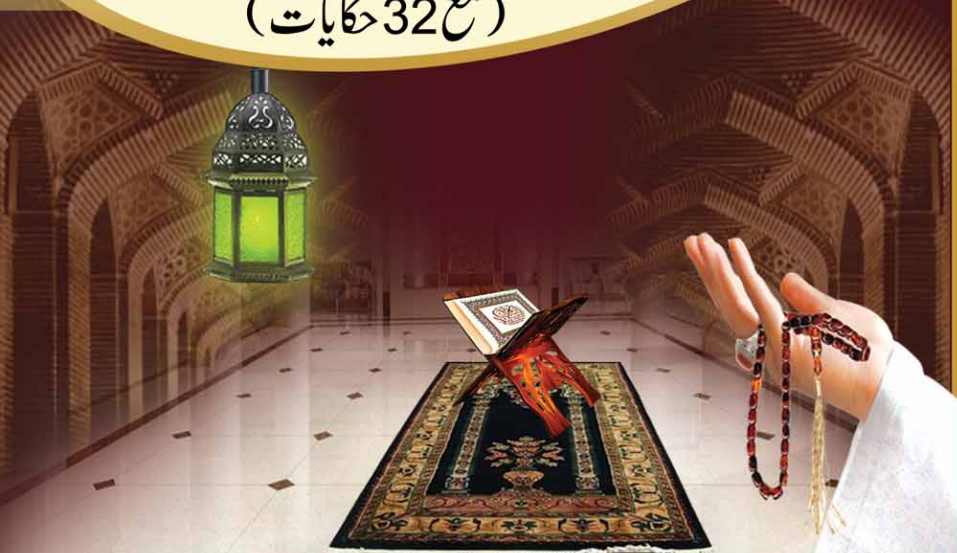


نکیاں برباد ہونے سے بچائیے (مع 32 حکایات)



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فرشتوں کی زیارت

حضرت سیدنا شیخ احمد بن ثابتؒ مغربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں
قبلہ رخ بیٹھ کر دُرود پاک کے موضوع پر مضمون ترتیب دے رہا تھا۔ اچانک مجھ پر
غُصَّو دگی طاری ہوئی اور میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کے مُقَرَّب
فرشتوں حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام، حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام، حضرت
سیدنا اسرافیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ (تین
مقرب فرشتوں سے گفتگو کا ذکر کرنے کے بعد شیخ احمد بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:)
میں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: میں اللہ عزَّوجلَّ اور اس کے
پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ آپ
میری جان نکالتے وقت مجھ پر بڑی فرمائیں۔ فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم پر کثرت سے دُرود پاک پڑھا کرو۔

(سعادة الدارين، ص ۱۲۴ ملخصاً)

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس

بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں دُرود

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّي اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

لکڑی کا باکس

(حکایت: 1)

ایک شخص مال کمانے کی غرض سے بیرون ملک گیا، وہاں اس نے لکڑی کا ایک پرانا باکس (Box) خرید کر اسے تالا لگایا اور اپنی رہائش گاہ میں رکھ لیا اور جو کچھ کماتا اپنی ضروریات کے لئے رقم الگ کرنے کے بعد بقیہ کمائی ایک سوراخ کے ذریعے باکس میں ڈال دیا کرتا، جب کافی عرصہ گزر گیا تو اس نے سوچا: اب تو اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی ہوگی، چنانچہ اس نے خوشی خوشی اپنا باکس کھولا تو یہ دیکھ کر سر پٹڑ لیا کہ اس میں دیمک (Termites) لگی ہوئی تھی جس نے اس کے کرنسی نوٹوں میں سے کچھ کو مکمل اور بقیہ کو جزوی طور پر چاٹ کر تباہ کر ڈالا تھا اور وہ نوٹ اب اس کے کسی کام کے نہیں رہے تھے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس فرضی حکایت سے ہمیں یہ درس ملا کہ کمانے کے بعد کمائی کو بچانا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے اسے ہر ایسی چیز سے دور رکھنا چاہئے جو اس کو ختم یا کم کر سکتی ہو، یہی معاملہ نیکیاں کمانے کا ہے کہ نیکیاں کمانے کے بعد ان نیکوں کو اخروی زندگی کے لئے محفوظ رکھا جائے اور ہر ایسے کام سے بچا جائے جس کی وجہ سے نیکوں کا ثواب ضائع یا کم ہو سکتا ہو۔ نفس و شیطان انسان کو نیکی سے روکنے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں، اگر انسان ان کے وارنا کام کر کے نیکی کرنے میں کامیاب ہو بھی جائے تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ انسانی نیکی ذخیرہ آخرت میں جمع

نہ ہونے پائے، اس لئے وہ انسان سے ایسی غلطی کروادیتے ہیں جس کی وجہ سے نیکی کا

ثواب بالکل ختم یا کم ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم اور کئی مدنی سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرامین میں ایسی کئی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: **إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ** یعنی حسد سے بچو وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الحسد، ۳۶۰/۴، حدیث: ۴۹۰۳)

زیر نظر کتاب میں اسی نوعیت کی 27 چیزوں کا بیان ضروری وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے، موضوع کی مناسبت سے کم و بیش 83 روایات اور 32 حکایات بھی شامل کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا نام شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے **”نیکیاں برباد ہونے سے بچائیے“** رکھا ہے جبکہ دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی) کے اسلامی بھائی نے اس کی شرعی تفتیش فرمائی ہے۔

اس رسالے کو خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ **أَمِينَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

(1) اسلام کو چھوڑ دینا (ارتداد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اسلام وہ سچا مذہب ہے جو ہماری دُنیوی و اُخروی کامیابی کا ضامن ہے، اسلام بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، ماؤں، بیٹیوں، حاکم و محکوم حتیٰ کہ جانوروں تک کے لئے امن و سلامتی فراہم کرتا ہے، فرد ہو یا معاشرہ! دونوں کے لئے اسلام بہترین نظامِ عمل ہے، یہی وہ دین ہے جو اس کائنات کو پیدا کرنے والے ربِّ کریم کا پسندیدہ دین ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جسے ایمان کی دولت ملی اور وہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا، اس کی آخری منزل مقامِ رحمت یعنی جنت ہے اور بڑا ہی بد نصیب ہے وہ شخص جو اس دولت سے محروم رہا یا نور اسلام سے چمکنے و دکنے کے بعد کفر کی تاریکیوں میں جا پڑا، ایسا شخص دنیا و آخرت میں خسارہ پانے والا ہے، اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ قرآنِ کریم پارہ 2، سورہ بقرہ کی آیت 217 میں فرمانِ ربِّ عظیم ہے:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ يُعِشْ
وَهُوَ كَافِرٌ ۚ وَلِئَلَّكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُكُمْ فِي
الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ ۚ وَلِئَلَّكَ اَصْحَبُ
النَّارِ ۖ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کا کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

(پ ۲، البقرہ: ۲۱۷)

مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ”تفسیر صراط الجنان“ کی پہلی جلد کے صفحہ 334 پر اس

آیت کے تحت ہے: مُرْتَد ہونے سے تمام عمل باطل ہو جاتے ہیں، آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت حکومتِ اسلامیہ کو مرتد کے قتل کا حکم دیتی ہے۔ مرد مرتد ہو جائے تو بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ مرتد شخص اپنے رشتے داروں کی وراثت پانے کا مستحق نہیں رہتا، مرتد کی تعریف کرنا اور اس سے تعلق رکھنا جائز نہیں ہوتا۔ چونکہ مرتد ہونے سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں لہذا اگر کوئی حاجی مرتد ہو جائے پھر ایمان لائے تو وہ دوبارہ حج کرے، پہلا حج ختم ہو چکا۔ اسی طرح زمانہ ارتداد میں جو نیکیاں کیں وہ قبول نہیں۔ جو حالتِ ارتداد میں مر گیا وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا جیسا کہ آیت کے آخر میں هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ یاد رکھیں کہ مرتد ہونا بہت سخت جرم ہے۔ افسوس کہ آج کل مسلمانوں کی اکثریت دین کے بنیادی عقائد سے لاعلم ہے۔ شادی و مرگ اور ہنسی مذاق کے موقع پر کفریہ جملوں کی بھرمار ہے۔ گانے باجے، فلمیں ڈرامے خصوصاً مزاحیہ ڈرامے کفریات کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، ان چیزوں سے بچانے والے علوم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ (صراط الجنان، ۳۳۷/۱)

چار قسم کے لوگ

ایک طویل حدیثِ پاک میں نعتِ پاک، صاحبِ لواک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اولادِ آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ان میں سے

﴿1﴾ بعض مومن پیدا ہوئے حالتِ ایمان پر زندہ رہے اور مومن ہی مر گئے،

﴿2﴾ بعض کافر پیدا ہوئے حالتِ کفر پر زندہ رہے اور کافر ہی مر گئے،

﴿3﴾ بعض مومن پیدا ہوئے مومنانہ زندگی گزاری اور حالتِ کفر پر رخصت ہوئے،

اور ﴿4﴾ بعض کافر پیدا ہوئے، کافر زندہ رہے اور مومن ہو کر مر گئے۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ما اخبر النبی... الخ، ۴ / ۸۱، حدیث: ۲۱۹۸)

بندہ اس پر اٹھایا جائے گا جس پر مرے گا

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ یعنی ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر مرے گا۔ (مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها، باب الامر بحسن الظن... الخ،

ص ۱۰۳۸، حدیث: ۲۸۷۸)

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَمِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان اس

حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اعتبارِ خاتمہ کا ہے، اگر کوئی کفر پر مرے تو کفر پر

ہی اٹھے گا اگرچہ زندگی میں مومن رہا ہو، اور اگر ایمان پر مرے تو ایمان پر اٹھے گا

اگرچہ زندگی میں کافر رہا ہو۔ (مراۃ المناجیح، ۱۵۳/۷)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃُ اللہ الہادی اس حدیثِ پاک کے

تحت تحریر فرماتے ہیں: حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃُ اللہ القوی نے

اس حدیث سے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ بانسری بجانے والا قیامت کے دن اپنی بانسری کے ساتھ آئے گا، شرابی اپنے جام کے ساتھ جبکہ مؤذن اذان دیتا ہوا آئے گا۔

(التیسیر، ۵۰۷/۲)

آگ کے صندوق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس کسی بد نصیب کا کفر پر خاتمہ ہوگا اس کو قبر اس زور سے دبائے گی کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جائیں گی۔ کافر کیلئے اسی طرح اور بھی دردناک عذاب ہونگے۔ قیامت کا پچاس ہزار سالہ دن سخت ترین ہولناکیوں میں بسر ہوگا، پھر اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ جو گنہگار مسلمان داخل جہنم ہوئے ہونگے ان کو نکال لیا جائے گا اور دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کا کفر پر خاتمہ ہوا تھا۔ پھر آخر میں کفار کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قدر برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل (یعنی تالا) لگایا جائے گا پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا، پھر اسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ موت کو ایک مینڈھے کی طرح جھٹ اور دوزخ کے درمیان لا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اب کسی کو موت نہیں آئے

گی۔ ہر جتنی ہمیشہ کیلئے جنت میں اور ہر دوزخی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ہی رہے گا۔ جنتیوں کیلئے مسرت بالائے مسرت ہوگی اور دوزخیوں کیلئے حسرت بالائے حسرت۔ (بہار شریعت، ۱/۷۰۱ ملخصاً)

پھر تم کیا کرتے

(کایت 2)

کسی نے حضرت سیدنا عبد اللہ تشریفی علیہ رحمۃ اللہ العوی سے شکایتاً عرض کی کہ چور میرے گھر سے تمام مال چرا کر لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر شیطان تمہارے دل میں داخل ہو کر ایمان لے جاتا تو پھر تم کیا کرتے؟ (کیمیائے سعادت (فارسی)، ص ۸۰۵)

یارِ مصطفیٰ عَزَّوَجَلَّ ہم تجھ سے ایمان و عاقبت کے ساتھ مدینے میں شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں مدنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پڑوس کا سوال کرتے ہیں۔

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں

مدفن مر محبوب کے قدموں میں بنا دے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

(2) بارگاہ رسالت میں بے ادبی

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لمیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

شان ایسی اُرفع و اعلیٰ ہے کہ جن کی زیارت کرنے والے خوش نصیب صحابی بن گئے، جن کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں، جن کے لعاب دہن سے مریضوں کو شفا ملی، جن کے در سے آج بھی حاجت مند منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں، صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ درخت، جانور اور پتھر بھی جن کا حکم بجالانے میں پیش پیش دکھائی دیں، ایسے شان والے مَدَنی تاجدار، رسولوں کے سالار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کے آداب بھی بہت اعلیٰ ہیں، قرآن پاک پارہ 26 سورہ حجرات کی دوسری آیت میں ارشادِ ربّ پاک ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا
أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ
أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۲)

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اس آیت میں حضور کا اِجلال و اکرام و ادب و احترامِ تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے (یعنی پکارنے) میں ادب کا پورا لحاظ

رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ (خزائن العرفان)

وہ اہل جنت سے ہیں

(حکایت 3)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقلِ سماعت (یعنی اونچا سننے کا مرض) تھا اور آواز ان کی اونچی تھی، بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہلِ نار سے ہوں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ان کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آکر حضرت ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اس کا ذکر کیا، ثابت نے کہا، یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا، حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ حال خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔ (خزائن العرفان)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

دربار رسالت کے آداب رب کائنات نے بیان فرمائے

مفسرِ شہیر حکیمُ الْأَمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: دنیاوی بادشاہ اپنے درباروں کے آداب اور ان میں حاضری دینے کے قوانین خود بناتے ہیں اور اپنے مقررہ حاکموں کے ذریعے رعایا سے ان پر عمل کراتے ہیں کہ جب ہمارے دربار میں آؤ تو اس طرح کھڑے ہو، اس طرح بات کرو، اس طرح سلامی دو۔ پھر جو کوئی آداب بجالاتا ہے اس کو انعام دیتے ہیں، جو اس کے خلاف کرتا ہے بادشاہ کی طرف سے سزا پاتا ہے۔ پھر ان کے یہ سارے قاعدے صرف انسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں، جن، فرشتے، حیوانات وغیرہ کو ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان پر ان کی کوئی سلطنت نہیں نیز یہ سارے آداب اس وقت تک رہتے ہیں جب تک بادشاہ زندہ ہے، جہاں اس کی آنکھ بند ہوئی وہ دربار بھی ختم، سارے آداب بھی فنا، اب نیا دربار ہے نئے قاعدے۔

لیکن اس آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جس میں حاضر ہونے کے قاعدے، سلام و کلام کرنے کے طریقے خود رب تعالیٰ نے بنائے، اپنی خلقت کو بتائے کہ اے میرے بندو! جب اس دربار میں آؤ تو ایسے ایسے آداب کا خیال رکھنا اور خود فرمایا کہ اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اب وہ شاہی دربار ہماری آنکھوں سے چھپ گیا، اس کی

چہل پہل ہماری نگاہوں سے غائب بھی ہو گئی، اس شہنشاہ نے ہم سے پردہ بھی فرمایا

مگر اس کے آداب اب تک وہی باقی، اس کا طمراق اسی طرح برقرار، پھر اس دربار کے قوانین فقط انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ وسعتِ سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہو سکیں، جنات جھکتے ہوئے حاضر ہوں، جانور سجدے کریں، بے جان کنکر اور درخت گلے پڑھیں اور اشارے پر گھومیں۔ چاند سورج اشاروں پر چلیں، اس کے اشارہ ابرو سے بادل آکر برسیں اور دوسرا اشارہ پا کر بادل پھٹ جائیں، غرضیکہ ہر عرشی فرشی (یعنی زمین و آسمان والے) اس قابِ حکومت کے بندہ بے زور۔ مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دونوں جہاں کے مختار، حبیبِ کردگار، کوئین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیعُ المذنبین، رحمةُ للعالمین، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ (رسائلِ نعیمیہ، ص ۱۱۳)

﴿حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں﴾

صَدُّ الشَّرِيعَةِ بِدَرْ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: یقیناً جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پٹی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، اُن کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، اُن کا انتقال صُرفِ نظرِ عوام سے چُھپ جانا ہے۔ امام محمد ابنِ حاجِ مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مؤاہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فرماتے ہیں: لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُشَاهَدَتِهِ

لَا خِفَاءَ بِهِ تَرْجَمَهُ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، اُن کی نیّتوں، اُن کے ارادوں، اُن کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذِ امام محقق ابن الہمام ”مَنْسَكٌ مُتَوَسِّطٌ“ اور علی قاری مکی اس کی شرح ”مُسْلَكٌ مُتَقَسِّطٌ“ میں فرماتے ہیں: وَأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُورِكَ وَقِيَامِكَ وَسَلَامِكَ أَيْ بَلِّ بِجَمِيعِ أَعْمَالِكَ وَأَحْوَالِكَ وَأَرْتَحَالَكَ وَمَقَامِكَ ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔ (بہار شریعت، ۱/۱۲۲۳)

عزت و حرمت آج بھی ویسی ہے جیسی حیات ظاہری میں تھی (حکایت: 4)

حضرت سپیدنا امام مالک عَلیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَالِق سے مَسْجِدُ النَّبَوِيِّ الشَّرِيف عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام میں گفتگو کے دوران خلیفہ ابو جعفر نے آواز بلند کی تو آپ نے اُس سے فرمایا: اے خلیفہ! اس مسجد میں آواز بلند مت کرو، اللہ تعالیٰ نے بارگاہ رسالت میں آوازیں دہمی رکھنے والوں کی مدح (یعنی تعریف) فرمائی ہے، چنانچہ پارہ 26 سورۃ الْحُجُرَات کی تیسری آیت مبارکہ میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَعْضُونَ أَصْوَاتَهُمْ
عندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ
امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِيَتَّقُوا ط
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (۲)
ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو اپنی
آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ
کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے
پرہیزگاری کے لئے پکھ لیا ہے ان کے
لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۳)

جبکہ آوازیں بلند کرنے والوں کی ان الفاظ میں مذمت بیان فرمائی ہے،
چنانچہ اسی سورۃ کی چوتھی آیت کریمہ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَادُونَكَ مِنْ
وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُونَ ۝ (۴) (پ ۲۶، الحجرات: ۴)
ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو تمہیں
خجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں
اکثر بے عقل ہیں۔

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و حرمت یقیناً آج بھی
اُسی طرح ہے جس طرح حیاتِ طاہری میں تھی۔ امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْخَالِقِ کی اس
گفتگو سے ابو جعفر خاموش ہو گیا۔ (الشفاء، ۲/ ۴۱ ملخصاً)

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے (حدائقِ بخشش، ص ۲۲۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

(3) احسان جتنا

کسی غریب کی مدد کر دینا، دُکھیا رے کا دکھ بانٹنا، غریب کا علاج کروانا یا کسی بھی طرح کسی کے کام آنا بہت ہی اچھا کام ہے لیکن اس کے بعد اس پر بلا ضرورت شرعی احسان جتنا بہت ہی بُرا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا
صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ ۚ
ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنے
صدقے باطل نہ کرو و احسان رکھ کر اور ایذا

(پ ۳، البقرة: ۲۶۴) دے کر۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یعنی جس طرح منافق کو رضائے الہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتنا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔ (خزان العرفان)

جنت میں نہیں جائے گا

خاتمُ المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی جنت میں نہیں جائے گا۔

(نسائی، کتاب الاشربة، الروایۃ فی الخ، ص ۸۹۵، حدیث: ۵۶۸۳)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمُ الْأُمَمَتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس

حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی یہ لوگ اولاً جنت میں جانے کے مستحق نہ ہوں

گے۔ خیال رہے کہ گناہِ صغیرہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ شراب خوری خود ہی

سخت جرم ہے پھر اس پر پیشگی ڈبل (Double) جرم۔ (مراۃ المناجیح، ۵۳۰/۶)

احسان کا بدلہ چکایا

(حکایت: 5)

حضرت سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت بڑے سخی تھے۔ ایک دن آپ اپنے گھر کے صحن میں موجود تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: اے ابن عباس! میرا آپ پر ایک احسان ہے اور مجھے اس کے بدلے کی حاجت ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غور سے دیکھا لیکن پہچان نہ سکے، دریافت فرمایا: تمہارا مجھ پر کیا احسان ہے؟ اس نے عرض کیا: ایک دفعہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ زمزم شریف کے کنویں کے پاس موجود تھے، آپ کا غلام آپ کے لئے کنویں سے آب زمزم نکال رہا تھا اور سورج کی تمازت (یعنی گرمی) آپ کو جھلسا رہی تھی، یہ دیکھ کر میں نے اپنی چادر سے آپ پر سایہ کر دیا یہاں تک کہ آپ آب زمزم پی کر فارغ ہو گئے۔ حضرت سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ہاں! مجھے یہ بات یاد آگئی، پھر آپ نے غلام سے فرمایا: تمہارے پاس کتنا مال موجود ہے؟ اس نے عرض کی: دو سو دینار اور دس ہزار درہم۔ ارشاد فرمایا: یہ سب اسے دیدو اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سے اس کے احسان کا بدلہ پورا ہوا ہے۔

(المستطرف، ۱/۲۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

(4) حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ** یعنی حسد سے بچو وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الحسد، ۴/۳۶۰، حدیث: ۴۹۰۳)

حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ العالی فرماتے ہیں: یعنی تم مال اور دنیوی عزت و شہرت میں کسی سے حسد کرنے سے بچو کیونکہ حاسد حسد کی وجہ سے ایسے ایسے گناہ کر بیٹھتا ہے جو اس کی نیکیوں کو اسی طرح مٹا دیتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو، مثلاً حاسد محسود کی غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی نیکیاں محسود کے حوالے کر دی جاتی ہیں، یوں محسود کی نعمتوں اور حاسد کی حسرتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ۸/ ۷۷۲، تحت الحدیث: ۵۰۳۹، ملخصاً)

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأَمَّةِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: حسد و بغض ذریعہ بن جاتا ہے نیکیوں کی بربادی کا یعنی حاسد ایسے کام کر بیٹھتا ہے جس سے نیکیاں ضبط ہو جائیں یا حاسد و بغض والے کی نیکیاں محسود کو دے دی جائیں گی یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ خیال رہے کہ کفر و ارتداد کے سواء کوئی گناہ مؤمن کی نیکیاں برباد نہیں کرتا، ہاں! نیکیوں سے گناہ معاف

ہو جاتے ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ** ﴿ترجمہ کنز الایمان﴾:

بیشک نیکیاں برائیوں کو مناویتی ہیں۔ (پ ۱۲، ہود: ۱۱۴) ﴿مراۃ المناجیح، ۶/۲۱۵﴾

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: حسد حاسد کو محسود کی غیبت کرنے اور بُرا بھلا کہنے تک لے جاتا ہے بلکہ وہ اس کا مال ضائع کرنے اور جان سے مارنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور یہ سب کام ظلم ہیں، روز قیامت ان کا حساب لیا جائے گا اور ان کے بدلے میں حاسد کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ (فیض القدیر، ۱۶۲/۳، تحت الحدیث: ۲۹۰۸)

تئیں میرے اعمال میزاں پہ جس دم
پڑے اک بھی نیکی نہ کم یا الہی (وسائل بخشش، ص ۱۱۰)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

حسد کے مارے یہودیوں نے جھوٹ بولا (حکایت: ۶)

قرآن کریم کے پہلے پارے کی سورہ بقرہ، آیت 79 میں ارشاد ہوتا ہے:

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكُتُبَ
بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا
قَلِيلًا (پ ۱، البقرة: ۷۹) حاصل کریں۔

ترجمہ کنز الایمان: تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توراۃ میں یہ صفات لکھی پائیں کہ

ان کی آنکھیں سُر مگلیں، بھنوس گھنی، بال گھنگرالے اور چہرہ نہایت حسین ہوگا، یہ دیکھ کر انہوں نے حسد اور بغض کی آگ میں جل کر یہ صفات توراۃ سے مٹا دیں، بعد ازاں مکہ سے قریشیوں کے ایک وفد نے ان کے پاس جا کر ان سے پوچھا: تم توراۃ میں اُمّی لقب نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی کچھ صفات پاتے ہو؟ بولے: ہاں، ہم یہ لکھا پاتے ہیں کہ ان کا قد لمبا، آنکھیں نیلی اور بال سیدھے ہوں گے، یہ سن کر قریشی بولے: ہم میں تو ایسا کوئی نہیں ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، سورة البقرة، ۱/۱۵۴، تحت الآية: ۷۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5) مہنگائی کی تمنا کرنا

سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَمَنَّى عَلَى أُمَّتِي الْغَلَاءَ لَيْلَةً وَاحِدَةً أَحْبَطَ اللَّهُ عَمَلَهُ أَرْبَعِينَ سَنَةً یعنی جو میری امت پر ایک رات مہنگائی ہونے کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے نیک اعمال کو برباد کر دے گا۔

(کنز العمال، جزء: ۴/۲۰۴، حدیث: ۹۷۱۷)

حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پر

پاک کے تحت تحریر فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اس فرمانِ عالیشان کا مقصود اس کام سے نفرت دلانا اور اس سے ڈرانا ہے حقیقت میں اعمال کا ضائع ہونا امرِ انہیں۔

(فیض القدير، ۶/۱۴۰، تحت الحديث: ۸۶۰۴)

ایک کے بدلے دس

(حکایت: 7)

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِینُ تو مہنگی چیزیں مسلمانوں کو سستی بلکہ بعض اوقات تو مفت مہیا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اس قحط سے نجات دے گا۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو ان کے پاس خوشخبری دینے والا آگیا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گندم اور سامانِ خوراک کے ایک ہزار اونٹ آرہے ہیں۔ (پھر جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گندم اور دیگر کھانے کی چیزوں کے ایک ہزار اونٹ آئے) تو اگلے روز تاجر لوگ آپ کے گھر پہنچ گئے اور ان کے دروازے پر دستک دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور ان سے پوچھا: تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے گندم اور دیگر اشیاء کے ایک ہزار اونٹ آئے ہیں، آپ وہ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مدینہ منورہ کے ضرورت مندوں پر رِزق کی وسعت ہو جائے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اندر آ جاؤ۔ وہ لوگ اندر گئے تو ایک ہزار اونٹوں کا بوجھ گندم وغیرہ کی صورت میں آپ کے گھر میں پہنچ چکا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا: تم لوگ ملکِ شام کے نرخوں کے مطابق کیا نفع دو گے؟ انہوں نے کہا: دس

روپے کے بارہ روپے دیں گے یعنی دس روپے پر دو روپے نفع، آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا: دس روپے کے چودہ روپے لے لیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے زیادہ ملتا ہے۔ انہوں نے کہا: دس کے پندرہ لے لیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا: مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں، آپ کو کون زیادہ نفع دے رہا ہے؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مجھے ایک روپے پر دس روپے منافع مل رہا ہے، تم اس سے زیادہ دو گے؟ انہوں نے کہا: ہم اتنا منافع نہیں دے سکتے۔ آپ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے یہ تمام اشیاء خوردنی مدینہ کے ضرورت مندوں کے لئے صدقہ کر دی ہیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں جب رات کو سویا تو خواب میں سید عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے نور کی چادر پہن رکھی تھی، مبارک ہاتھوں میں نور کی چھڑی اور پاؤں مبارک میں جوعلین تھے ان کے تسے بھی نورانی تھے۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! آپ کی طرف میرا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔ سرکار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جلدی میں ہوں، عثمان نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ گندم وغیرہ صدقہ کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے عثمان کا یہ عمل قبول فرما کر جنتی حور

سے ان کا نکاح فرمایا ہے۔ (الریاض النضرۃ، ۲/۴۳)

چالیس دن غلہ روکنا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چالیس دن غلہ روکے کہ اس کے مہنگا ہونے کا انتظار کرے تو وہ اللہ عزوجل سے دور ہو گیا، اور اللہ عزوجل اس سے بیزار ہو گیا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الاحتکار، ۱/۵۳۶، حدیث: ۲۸۹۶)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: چالیس دن کا ذکر حد بندی کے لئے نہیں، تاکہ اس سے کم احتکار (یعنی غلہ روکنا) جائز ہو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو احتکار کا عادی ہو جائے اس کی یہ سزا ہے۔ چالیس دن کوئی کام کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے، اس لئے چالیس دن نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ پانے کی بڑی فضیلت ہے کہ اتنی مدت میں وہ جماعت کا عادی ہو جائے گا۔ ہر جگہ احتکار میں یہ ہی قید ہے کہ غلہ کی گرانی کے لئے اس کا ذخیرہ کرنا ممنوع ہے، وہ بھی جب کہ لوگ تنگی میں ہوں اور یہ بہت زیادہ گرانی کا انتظار کرے کہ خوب نفع سے بچے۔ مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: جو بادشاہ کی حفاظت سے نکل جائے اس کا حال کیا ہوتا ہے، جو چاہے اس کا مال لوٹ لے، جو چاہے اس کا خون کر دے، جو چاہے اس کے زن و فرزند کو ہلاک کر دے تو جو رب تعالیٰ کی امان و عہد سے نکل گیا، اس کی بد حالی کا اندازہ نہیں ہو سکتا، لہذا یہ ایک جملہ ہزار باعذابوں کا

پتادے رہا ہے، رب تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (مراۃ المناجیح، ۴/۲۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ قَدْفَ الْمُحْصَنَةِ يَهُدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ یعنی کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔

(مُعْجَم کَبِیْر، ۳ / ۱۶۸، حدیث: ۳۰۲۳)

اس حدیثِ پاک سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو صرف شک کی بنا پر پارسا عورتوں پر تہمت زنا باندھ بیٹھتے ہیں۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اگر بالفرض وہ شخص سو سال تک زندہ رہ کر عبادت کرے تو بھی یہ بہتان اس کے ان اعمال کو ضائع کر دے گا۔ اس فرمانِ عالیشان میں اس عمل پر سخت تنبیہ اور زبان کی حفاظت پر بھرپور ترغیب ہے۔ اس طرح کی دیگر روایات پر قیاس کرتے ہوئے ظاہر یہ ہے کہ سو سے مراد مخصوص عدد نہیں بلکہ کثرت ہے، اس روایت میں موجود شدید وعید سے یہ

نتیجہ نکالا گیا ہے کہ یہ عمل کبیرہ گناہ ہے۔ (فیض القدیر، ۶۰۱/۲، تحت الحدیث: ۲۳۴۰)

پپ اور خون میں رکھے گا

تَبَشُّرًا وَنُبُوتًا، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بات کہے جو اُس میں نہیں پائی جاتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو رَدْعَةُ الْخَبَال میں رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل آئے۔

(ابوداؤد، کتاب الاقضية، باب فیمن یعین... الخ، ۳/۴۲۷، حدیث: ۳۵۹۷)

رَدْعَةُ الْخَبَال جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پپ جمع ہوگا۔

(مرآۃ المناجیح، ۵/۳۱۳)

ہلاکت میں گرفتار ہوا

(حکایت: 8)

پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت دھرنے والے اس حکایت کو غور سے پڑھیں اور اپنے کئے پر توبہ کریں، چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح الصدور میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے خواب میں جَرِيرِ خَطْفی کو دیکھا تو پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؟ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا: میری مغفرت کر دی۔ میں نے پوچھا: مغفرت کا کیا سبب بنا؟ کہا: اس تکبیر کہنے پر جو میں نے ایک جنگل میں کہی تھی۔ میں نے پوچھا: فَرَزْدَق کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا: افسوس! پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کے باعث وہ ہلاکت میں گرفتار ہوا۔

(غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۲۹۶ بحوالہ شَرْحُ الصُّدُور، ص ۲۸۵، البدایہ والنہایہ، ۶/۴۰۹)

آہ! ہم نے نہ جانے زندگی میں کتنوں پر بھتان باندھے ہونگے!

ہر جرم پہ جی چاہتا ہے پھوٹ کے روؤں

افسوس مگر دل کی قساوت نہیں جاتی

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(7) ریاکاری

ہمارا ہر نیک عمل اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے، نام و نمود اور واہ واہ کی خواہش، شہرت کی تڑپ ہمارے کئے کرائے پر پر پانی پھیر سکتی ہے، قرآن کریم پارہ 12 سورہ ہُود کی آیت 15 اور 16 میں ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّاتَهَا
نُوفٍ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ
فِيهَا لَا يَبْخُسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۚ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلْ مَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (پ ۱۲، ہود: ۱۵، ۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو، اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے، یہ ہیں وہ جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے

کَاذِبًا يَعْمَلُونَ ۝ (پ ۱۲، ہود: ۱۵، ۱۶) اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ریاکاروں

کے حق میں نازل ہوئی۔ (روح البیان، ۴/ ۱۰۸، ہود، تحت الآية: ۱۵)

اعمالِ رَد ہو جائیں گے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرَّ و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: میں شریک سے بے نیاز ہوں جس نے کسی عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا، اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک مہر بند صحیفہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرمائے گا: انہیں قبول کر لو اور انہیں چھوڑ دو۔ فرشتے عرض کریں گے: یا رب عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! ہم ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں پاتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تم درست کہتے ہو مگر یہ میرے غیر کے لئے ہیں اور آج میں صرف وہی اعمال قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔

(کنز العمال، ۳ / ۱۸۹، حدیث: ۷۴۷۱، ۷۴۷۲)

اس کا عمل برباد ہو گیا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: جس نے اپنے عمل میں ریاکاری کی اس کا سارا عمل برباد ہو گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، کلام الحسن البصری، ۸ / ۲۶۶، رقم: ۱۱۱)

بروز قیامت ندامت کا سامنا

رسول اکرم، نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا: ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔

(معجم کبیر، ۴/ ۲۵۳، حدیث: ۴۳۰۱)

ریاکاروں کا انجام

رسول بے مثال، نبی نبی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ غیرت نشان ہے: ”قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اُسے لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اُسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن کریم پڑھا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم

کہا جائے اور قرآن کریم اس لئے پڑھاتا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔ پھر اُسے بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کثرت سے مال عطا فرمایا تھا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا، چنانچہ اُسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (الْأَمَانُ وَالْحَفِیْظُ)

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء..... الخ، ص ۱۰۵۵، حدیث: ۱۹۰۵)

حکیمُ الْاُمَمِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ جیسے اخلاص والی نیکی جنت ملنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی ریا والی نیکی جہنم اور ذلّت حاصل ہونے کا سبب۔ یہاں ریا کا رشتہید، عالم اور سخی ہی کا ذکر ہوا، اس لئے کہ انہوں نے بہترین عمل کئے تھے جب یہ عمل ریا سے برباد ہو گئے تو دیگر اعمال کا کیا پوچھنا! ریا کے حج و زکوٰۃ اور نماز کا بھی یہی حال ہے۔

(مِزَانُ الْمَنَاجِح، ۱/۱۹۱)

ہمارا کیا بنے گا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سخت تشویش کا مقام ہے کہ اگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی ریاکاروں کی صف میں کھڑا کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ رب عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی، دودھ و شہد کی بہتی ہوئی نہروں، جنت کی خُوروں، عالیشان محلات اور جنت کے دیگر انعامات سے محرومی اور میدانِ محشر میں سب کے سامنے رُسوائی کا صدمہ ہم کیسے سہیں گے؟ ہمارا ناؤ کون جو گرمی یا سردی کی ذرا سی شدت سے پریشان ہو جاتا ہے جہنم کے ہولناک عذابات کیونکر برداشت کر پائے گا۔

ہائے! معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں

گرمی محشر میں پھر کیسے سہوں گا یا رب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے پہلے کہ موت ہمیں عمدہ کچھونے سے اٹھا کر قبر میں فرشِ خاک پر سُلا دے، ہمیں چاہیے کہ ریاکاری کی تاریکی سے نجات پانے کے لئے اپنے سینے کو نورِ اخلاص سے منور کر لیں۔

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میری ہجرت مال کے لئے نہیں تھی

(حکایت: ۹)

حضرت سیدنا عمر و ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ اپنے ہتھیار اور اپنے کپڑے پہن لو پھر میرے پاس آؤ۔ میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کر رہے تھے۔ فرمایا: اے عمرو! میں نے تمہیں اس لئے پیغام بھیجا تا کہ تمہیں ایک کام میں بھیجوں، تمہیں خدا تعالیٰ سلامت لوٹائے گا اور غنیمت دے گا اور ہم تم کو کچھ مال بھی عطا فرمائیں گے، تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری ہجرت مال کے لئے نہ تھی وہ تو صرف اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے تھی، فرمایا: نیک آدمی کے لیے اچھا مال بہت ہی اچھا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ و ہدایاہم، ۱۷/۲، حدیث: ۳۷۵۶)

مفسرِ شہیر حکیمُ الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی ثواب، عزت کے علاوہ، ہم تم کو ہجرت و معاوضہ بھی عطا فرمائیں گے، یہ حدیث حکام کی تنخواہ کی اصل ہے مقرر اس لئے نہ فرمائی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) مالک ہیں، غلاموں کو جو چاہیں عطا فرمادیں، یہ محض تنخواہ نہ تھی بلکہ عطیہ شاہانہ بھی تھا اور اب تنخواہ کا مقرر کرنا ضروری ہے کہ اجارہ میں کام و مال دونوں مقرر ہونے چاہئیں لہذا حدیث واضح ہے اس پر اعتراض نہیں۔

”میری ہجرت مال کے لئے نہ تھی“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں: یعنی میں بغیر معاوضہ یہ خدمت انجام دوں گا کیونکہ میرا اسلام لانا ہجرت کرنا، عہدہ حاصل کرنے بڑی تنخواہ لینے کے لیے نہ تھا۔ سبْحَنَ اللہ! یہ تھا خلاص۔ ”نیک آدمی کے لیے اچھا مال بہت ہی اچھا ہے“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں: یعنی اس مال کے قبول سے تمہارے ثواب میں کمی نہ ہوگی یہ تو رب تعالیٰ کی نعمت ہے۔ خیال رہے کہ مرد صالح وہ ہے جو نیکی پہنچانے اور کرے اور مال صالح وہ ہے جو اچھے راستے آئے اور اچھی راہ جائے یعنی حلال کمائی بھلائی میں خرچ ہو، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔

(مراۃ المناجیح، ۵/۳۹۰)

ریا کی وجہ سے نیکی نہ چھوڑے

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ریا سے اکثر عمل کا ثواب کم ہو جاتا ہے عمل باطل نہیں ہوتا اسی لئے ریا کار پر ریا سے کی ہوئی عبادت کا لوٹنا واجب نہیں اور اگر بعد میں توبہ نصیب ہو جائے تو اِنْ شَاءَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) وہ کمی بھی پوری ہو جاتی ہے، پھر ریا کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) ریا نفسِ عمل (میں)، یہی کہ اگر لوگ نہ دیکھتے ہوں اور رائے ناموری کی امید نہ ہو تو نیکی کرے ہی نہیں۔ (۲) دوسرے ریا کمالِ عمل میں، اگر لوگوں کے دکھاوے کو اچھی طرح نیکی کرے ورنہ معمولی طرح، پہلی زیادہ خطرناک ہے دوسری ریا ہلکی۔ خیال رہے کہ کوئی شخص ریا کی وجہ سے عمل نہ چھوڑ دے، اخلاص کی دعا کرے اور عمل کرتا

جائے کبھی رب تعالیٰ اخلاص بھی نصیب کر ہی دے گا، بھییوں کی وجہ سے کھانا نہ

چھوڑے۔ (مرآۃ المناجیح، ۲۴۹/۵)

کیا دینی خدمت پر تنخواہ لینے سے ثواب کم ہو جاتا ہے؟

مُفسِّرِ شہیدِ حکیمُ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان فرماتے ہیں: اگر نیت خیر ہو تو دینی خدمت پر تنخواہ لینے کی وجہ سے اس کا ثواب کم نہیں ہوتا، دیکھو ان عاملوں کو پوری اُجرت دی جاتی تھی مگر ساتھ میں یہ ثواب بھی تھا۔ چنانچہ مجاہد کو غنیمت بھی ملتی ہے اور ثواب بھی، حضرات خلفائے راشدین سوائے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے سب نے خلافت پر تنخواہیں لیں مگر ثواب کسی کا کم نہیں ہوا، ایسے ہی وہ علماء یا امام و مؤذن جو تنخواہ لے کر تعلیم، اذان، امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں اگر ان کی نیت خدمت دین کی ہے تو ان شاء اللہ ثواب بھی ضرور پائیں گے۔ (مرآۃ المناجیح، ۱۸۱/۳) ایک اور حدیث کی شرح میں مفتی صاحب لکھتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نیک اعمال کی اُجرت لینا جائز ہے۔ چنانچہ علماء، قاضی، مدرسین حتیٰ کہ خود خلیفہ کی تنخواہ بیت المال سے دی جائے گی، سوائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے باقی تینوں خلفاء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بیت المال سے خلافت کی تنخواہ وصول کی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب کام کرنے والے کی نیت خیر ہو تو تنخواہ لینے سے ان شاء اللہ ثواب کم نہ ہوگا۔ صرف تنخواہ کے لیے دینی کام نہ کرے تنخواہ تو گزارے کے لئے وصول کرے، اصل مقصد

دینی خدمت ہو۔ (مرآۃ المناجیح، ۱۷/۱۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8) عجب و خود پسندی

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عالیشان ہے: اِنَّ الْعُجْبَ لَیُحْبِطُ عَمَلُ سَبْعِیْنَ سَنَۃً یعنی خود پسندی ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ (جامع صغیر، ص ۱۲۷، حدیث: ۲۰۷۴)

حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کے تحت تحریر فرماتے ہیں: 70 سے مراد کثیر عرصہ ہے جیسا کہ اس فرمانِ باری تعالیٰ میں: فِی سَلْسَلَةٍ دَرَّعَهَا سَبْعُونَ ذَرَاْعًا^۱ (پ ۲۹، الحاقۃ: ۳۲) اس کی وجہ یہ ہے کہ خود پسندی کا شکار شخص اپنے عمل کو زیادہ اور اچھا سمجھتا ہے اور اس کی طرح ہو جاتا ہے جسے نظر لگ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔ اسی لئے دانا لوگوں کا قول ہے کہ خود پسندی عمل کو نظر لگنے کا نام ہے۔ روایت میں ہے کہ نظر مرد کو قبر میں داخل کر دیتی ہے۔ جس طرح نظر انسان کو ہلاک کرتی ہے اسی طرح اس کے اعمال کو بھی مردہ اور باطل کر دیتی ہے۔ بعض اوقات انسان کے دل میں غفلت ڈیرہ جمالیتی ہے چنانچہ وہ اپنے نیک اعمال کو اپنا کارنامہ جانتا ہے اور اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان نہیں مانتا کہ اس نے اس میں نیکی کی قوت پیدا فرمائی اور توفیق عطا فرمائی۔ مزید

دینہ

۱: ترجمہ کنز الایمان: ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے۔

فرماتے ہیں: خود پسندی کی ایک تعریف یہ بیان کی گئی ہے: نعمت کو بڑا سمجھنا لیکن اس کی نسبت نعمت دینے والے کی طرف نہ کرنا۔ خود پسندی سے تکبر پیدا ہوتا ہے نیز اس کی نحوست سے بندہ گناہوں کو بھول جاتا ہے کیونکہ خود پسندی اور گناہوں کی آفات سے غافل ہونے کے سبب وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنے لگتا ہے اور یوں اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ خود پسندی بندے کو دوسروں سے مشورہ اور فائدہ حاصل کرنے اور نصیحت سننے سے روک دیتی ہے اور اسے دوسروں کو حقیر سمجھنے اور دینی و دنیوی معاملات میں درست بات کو سمجھنے سے محرومی میں مبتلا کر دیتی ہے۔

(فیض القدیر، ۲/۴۷۵، تحت الحديث: ۲۰۷۴)

خود پسندی کی اہم وضاحت

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِیْ لکھتے ہیں: جو شخص علم، عمل اور مال کے ذریعے اپنے نفس میں کمال جانتا ہو اُس کی ”دو حالتیں“ ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے اُس کمال کے زوال کا خوف ہو یعنی اِس بات کا ڈر ہو کہ اس میں کوئی تبدیلی آجائے گی یا بالکل ہی سلب اور ختم ہو جائے گا تو ایسا آدمی ”خود پسند“ نہیں ہوتا۔ دوسری حالت یہ ہے کہ وہ اس کے زوال (یعنی کم یا ختم ہونے) کا خوف نہیں رکھتا بلکہ وہ اِس بات پر خوش اور مطمئن ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ہے اِس میں میرا اپنا کمال نہیں۔ یہ بھی ”خود

پسندی“ نہیں ہے اور اس کے لیے ایک تیسری حالت بھی ہے جو خود پسندی ہے اور وہ

یہ ہے کہ اسے اس کمال کے زوال (یعنی کم یا ختم ہونے) کا خوف نہیں ہوتا بلکہ وہ اس پر مسرور و مطمئن ہوتا ہے اور اس کی مسرت کا باعث یہ ہوتا ہے کہ یہ کمال، نعمت و بھلائی اور سر بلندی ہے، وہ اس لئے خوش نہیں ہوتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور نعمت ہے بلکہ اس (یعنی خود پسند بندے) کی خوشی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اسے اپنا وصف (یعنی خوبی) اور خود اپنا ہی کمال سمجھتا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی عطاء و عنایت تصور نہیں کرتا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان حقیقة العجب... الخ، ۳/ ۴۵۴)

﴿بہتر ہے کہ ساری رات سویا رہوں﴾

حضرت سیدنا مطرّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں رات بھر عبادت کروں اور صبح خود پسندی میں پڑوں یعنی یہ سمجھوں کہ میں تو بڑا نیک آدمی ہوں اس سے بہتر یہی ہے کہ رات سویا رہوں اور صبح رات کی عبادت سے محرومی پر افسوس کروں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان ذم العجب وآفاته، ۳/ ۴۵۲)

﴿نیک کاموں کی توفیق ملنا نعمت ہے﴾

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: نیک کاموں کی توفیق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اُس کے عطیات میں سے ایک عطیہ (عطیہ - یعنی بخشش) ہے لیکن خود پسندی ہی کی وجہ سے نادان انسان اپنی ذات کی تعریف کرتا اور پاکیزگی ظاہر کرتا ہے اور جب وہ اپنی رائے، عمل اور عقل پر اترتا ہے تو فائدہ حاصل کرنے، مشورہ لینے اور

پوچھنے سے باز رہتا اور یوں اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر اعتما د کرتا ہے۔ (کہ میں بھی تو سمجھ بوجھ رکھتا ہوں، کیا ضرورت ہے کہ دوسروں سے مشورہ لوں!) (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان آفة العجب، ۳/ ۴۵۳) آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: عابد کو اپنی عبادت پر، عالم کو اپنے علم پر، خوبصورت کو اپنی خوبصورتی اور حُسن و جمال پر اور مالدار کو اپنی مالداری پر اترانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا کیونکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔ (ایضاً، ص ۴۵۵) یعنی ذہانت، علاج کرنے کی صلاحیت، خوش الحانی و خوش بیانی وغیرہ کی نعمت و غیرہ جس کو جو کچھ ملا اُس میں بندے کا اپنا کوئی کمال ہی نہیں جو دیا جتنا دیا سب اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے۔

خود پسندی کا علاج

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان (مُتَّقِی و پرہیزگار اور صدق و اخلاص کے بیکر ہونے کے باوجود خدا کے ڈر کے سبب) تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش! وہ مٹی، تنکے اور پرندے ہوتے۔ (تاکہ بُرے خاتمے اور عذابِ قبر و آخرت سے بے خوف ہوتے) تو جب صحابہ کی یہ کیفیت تھی تو کوئی صاحبِ بصیرت (سمجھدار شخص) کس طرح اپنے عمل پر اتراسکتا یا ناز کر سکتا ہے اور کس طرح اپنے نفس کے معاملے میں بے خوف رہ سکتا ہے!

تو یہ (یعنی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا خوف اور ان کی عاجزی ذہن میں رکھنا) خود پسندی

کا علاج ہے اور اس سے اس کا مادہ بالکل جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے اور جب یہ (یعنی

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کے ڈرنے کا انداز) دل پر غالب آتا ہے تو سلبِ نعمت (یعنی نعمت چھین جانے) کا خوف اسے اترانے (اور خود کو ”کچھ“ سمجھنے) سے بچاتا ہے بلکہ جب وہ کافروں اور فاسقوں کو دیکھتا ہے کہ کسی غلطی کے بغیر ہی جب ان (یعنی کافروں) کو ایمان سے محروم رہنا پڑا اور ان (یعنی فاسقوں) کو اطاعت و فرماں برداری سے ہاتھ دھونا پڑا تو وہ (یعنی صحابہ کرام کا خوف یا درکھنے والا شخص) اپنے حق میں ڈرتے ہوئے یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی ذات بے نیاز ہے وہ چاہے تو کسی کو کسی جرم کے بغیر ہی محروم کر دے اور جسے چاہے کسی وسیلے کے بغیر ہی عطا کر دے۔ خدائے بے نیاز عَزَّوَجَلَّ اپنی دی ہوئی نعمت بھی واپس لے سکتا ہے۔ کتنے ہی مومنین (مَعَآذَ اللہ) مُرتد ہو گئے جبکہ بے شمار پرہیزگار و اطاعت گزار فاسق ہو گئے اور ان کا خاتمہ اچھا نہ ہوا۔ اس طرح کی سوچ سے خود پسندی ختم ہو جاتی ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان علاج العجب، ۴/۵۸۸)

حُبِّ جاہ و خود پسندی کی مٹا دے عادتیں

یا الہی! باغِ جنت کی عطا کر راحتیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

۱: صفحہ 34 تا 37 کا مواد امیرِ اہلسنت وامت برکاتہم العالیہ کے رسالے ”شیطان کے بعض ہتھیار“ سے لیا گیا ہے، یہ رسالہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

(۹) بد اخلاقی

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: **الْخُلُقُ الْحَسَنُ يُزِيدُ الْخَطَايَا كَمَا يُزِيدُ الْمَاءُ الْجَلِيدَ وَالْخُلُقُ السُّوُّ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ** یعنی حسنِ اخلاق خطاؤں کو اس طرح بگھلاتا ہے جیسے پانی برف کو پگھلاتا ہے جبکہ بد اخلاقی عمل کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (معجم کبیر، ۳۱۹/۱۰، حدیث: ۱۰۷۷۷)

حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت تحریر فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ حسنِ اخلاق کی بدولت انسان سے بھلائی کے کام صادر ہوتے ہیں، بھلائی کے کام نیکی ہیں اور نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اس فرمانِ عالیشان میں یہ اشارہ ہے کہ بندہ حسنِ اخلاق کی بدولت ہی تمام بھلائیوں اور بلند مقامات کو پانے پر قادر ہوتا ہے۔ اس حدیثِ پاک کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ **جَوَامِعُ الْكَلِمِ** (یعنی جامع ترین احادیث) میں سے ہے۔ (فیض القدیر، ۶۷۵/۳، تحت الحدیث: ۴۱۳۷)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: نیک کام کا آغاز کرنے والا اگر اس کے ساتھ بد اخلاقی کو شامل کر لے تو اس کا عمل برباد اور ثواب ضائع ہو جائے گا جیسا کہ صدقہ کرنے والا اگر اس کے بعد احسان جتائے اور تکلیف دے۔ منقول ہے کہ

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَی نَبِیْنَا وَعَلِیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بارگاہِ خداوندی میں عرض

گزار ہوئے: اے میرے رب! تو نے فرعون کو چار سو سال کی مہلت عطا فرمائی حالانکہ وہ کہتا تھا: میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں، نیز تیری نشانیوں کا انکار کرتا اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی کہ وہ اچھے اخلاق والا تھا اس لئے میں نے چاہا کہ اسے (دنیا میں ہی) اس کا بدلے دے دوں۔ حضرت سیدنا وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: بد اخلاق شخص کی مثال مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہے جو نہ تو بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی دوبارہ مٹی بن سکتا ہے۔ حضرت سیدنا فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے: کوئی اچھے اخلاق والا بدکار شخص میرے ساتھ رہے یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ بد اخلاق عابد میرے ساتھ رہے۔

(فیض القدیر، ۴/۱۵۰، تحت الحدیث: ۴۷۲۲)

(حکایت 10) بد اخلاقی برداشت کرنے کا طریقہ

کسی عقل مند شخص کے پاس اُس کا ایک دوست آیا تو میزبان نے اُس کے سامنے کھانا رکھا، اس کی بیوی انتہائی بد اخلاق تھی، اس نے آ کر دسترخوان اٹھایا اور اپنے شوہر کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا، دوست یہ معاملہ دیکھ کر غصے کی حالت میں باہر نکل گیا، عقل مند شخص اُس کے پیچھے گیا اور کہا: اس دن کو یاد کرو جب ہم تمہارے گھر میں کھانا کھا رہے تھے اور ایک مرغی دسترخوان پر آ گری تھی جس نے سارا کھانا خراب کر دیا تھا لیکن ہم میں سے کسی کو بھی غصہ نہیں آیا۔ دوست نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہوا تھا۔ عقل مند نے کہا: اس عورت کو بھی اُس مرغی کی طرح سمجھو۔ چنانچہ دوست کا غصہ

ختم ہو گیا، واپس لوٹا اور کہنے لگا: کسی دانائے سچ کہا ہے کہ بُر دباری ہر دُر کی دوا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب... الخ، بیان فضیلة الحلم، ۳/۲۲۱)

بداخلاق قابلِ رحم ہے

(کامیت: ۱۱)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ سفر میں ایک بداخلاق آدمی شریک ہو گیا، آپ اس کی بداخلاقی پر صبر کرتے اور اس کی خاطر مُدِارات کرتے، جب وہ جدا ہو گیا تو آپ رونے لگے، کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں اس پر ترس کھا کر رو رہا ہوں کہ میں تو اس سے الگ ہو گیا لیکن اس کی بداخلاقی اس سے الگ نہ ہوئی۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس... الخ، بیان فضیلة حسن الخلق... الخ، ۳/۶۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(۱۰) نماز نہ پڑھنا

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عمل برباد کر دے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا جب تک کہ وہ توبہ کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع نہ کرے۔

(الترغیب والترہیب، ۱/۲۶۱، کتاب الصلاة، الترہیب من ترک الصلاة... الخ، حدیث: ۸۲۸)

﴿نماز عصر کی خاص تاکید﴾

صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ یعنی جو نماز عصر چھوڑ دے اس کے عمل ضبط ہو گئے۔

(بخاری، کتابِ مواقیت الصلاة، باب من ترك العصر، ۱/ ۲۰۳، حدیث: ۵۵۳)

حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت تحریر فرماتے ہیں: یعنی اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا، یہاں گزشتہ عمل کا باطل ہونا مراد نہیں کیونکہ یہ صرف اس کے لئے ہے جو مرتد ہو کر مرجائے چنانچہ عمل ضبط ہونے کو اس دن کے نقصان پر محمول کیا جائے گا۔ حضرت سیدنا علامہ دیمیری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس فرمان کو اس شخص کے بارے میں قرار دیا ہے جو نماز ترک کرنے کو حلال سمجھے یا اس کی عادت بنالے یا پھر یہاں ثواب کا ضائع ہونا مراد ہے۔ (فیض القدیر، ۲۶۹/۳، تحت الحدیث: ۳۱۵۸)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہان اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: غالباً عمل سے مراد وہ دنیوی کام ہیں جس کی وجہ سے اس نے نماز عصر چھوڑی۔ ضبطی سے مراد اس کام کی برکت کا ختم ہونا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ جو عصر چھوڑنے کا عادی ہو جائے اس کے لئے اندیشہ ہے کہ وہ کافر ہو کر مرے جس سے اعمال ضبط ہو جائیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ عصر چھوڑنا کفر و ارتداد ہے۔

خیال رہے کہ نمازِ عصر کو قرآن کریم نے بیچ کی نماز فرما کر اس کی بہت تاکید فرمائی، نیز اس وقت رات و دن کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور یہ وقت لوگوں کی سیر و تفریح اور تجارتوں کے فروغ کا وقت ہے، اس لئے اکثر لوگ عصر میں سستی کر جاتے ہیں ان وُجُوہ (یعنی اسباب کی وجہ) سے قرآن شریف نے بھی عصر کی بہت تاکید فرمائی اور حدیث شریف نے بھی۔ (مراۃ المناجیح، ۳۸۱/۱)

زمین سے دینار نکالنے والا نمازی (حکایت ۱۲)

حضرت سیدنا ابوبکر بن فضل رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک رومی دوست سے جب اسلام لانے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا: ہمارے ملک پر مسلمانوں کا لشکر حملہ آور ہوا، جنگ ہوئی، ہمارے کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ اُن کے۔ میں نے اکیلے دس مسلمانوں کو قیدی بنالیا، روم میں میرا بہت بڑا گھر تھا لہذا میں نے ان سب کو اپنے خادِ مین کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کو بیڑیوں میں جکڑ کر خچروں پر سامان لادنے کے کام پر لگا دیا۔ ایک دن میں نے ان قیدیوں پر مقرر ایک خادم کو دیکھا کہ اس نے ایک قیدی سے کچھ لیا اور اس کو نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا، میں نے اس خادم کو پکڑ کر مارا اور پوچھا: بتاؤ! تم اس قیدی سے کیا لیتے ہو؟ تو اس نے بتایا: یہ ہر نماز کے وقت مجھے ایک دینار دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا اس کے پاس دینار ہیں؟ تو اس نے بتایا: نہیں، مگر جب یہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مارتا ہے اور اس سے ایک دینار نکال کر مجھے دے دیتا ہے۔ مجھے شوق

ہوا کہ میں اس کی حقیقت جانوں، لہذا جب دوسرا دن ہوا تو میں خادم کے کپڑے پہن کر اُس کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ مجھے نماز پڑھنے دے تو میں تجھے ایک دینار دوں گا۔ میں نے کہا: میں دو دینار سے کم نہیں لوں گا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں نے اسے کھول دیا، اس نے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور وہاں سے دو نئے دینار نکال کر مجھے دے دیئے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے پہلی مرتبہ کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ میں پانچ دینار سے کم نہیں لوں گا۔ اس نے مان لیا۔ پھر جب مغرب کا وقت ہوا تو حسبِ معمول مجھے اشارہ کیا تو میں نے کہا: میں دس دینار سے کم نہیں لوں گا۔ اس نے میری بات مان لی اور جب نماز سے فارغ ہوا تو زمین سے دس دینار نکال کر مجھے دے دیئے۔ پھر جب عشا کی نماز کا وقت ہوا تو حسبِ عادت اس نے مجھے اشارہ کیا، میں نے کہا: میں بیس دینار سے کم نہیں لوں گا۔ پھر بھی اس نے میری بات تسلیم کر لی اور نماز سے فراغت پا کر اس نے زمین سے بیس دینار نکالے اور مجھے تمہا کر کہنے لگا: جو مانگنا ہے مانگو! میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ بہت غنی اور کریم ہے، میں اس سے جو مانگوں گا وہ عطا کرے گا۔ اس کا یہ معاملہ دیکھ کر مجھے بڑا دچکا لگا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ولیُّ اللہ ہے، مجھ پر اس کا رُعب طاری ہو گیا، پھر میں نے اس کو زنجیروں سے آزاد کر دیا اور وہ رات رو کر گزاری۔

جب صبح ہوئی تو میں نے اسے بلا کر اس کی تعظیم و تکریم کی، اسے اپنا پسندیدہ

نیا لباس پہنایا اور اختیار دیا کہ وہ چاہے تو ہمارے شہر میں عزت والے مکان یا محل میں رہے اور چاہے تو اپنے شہر چلا جائے۔ اس نے اپنے شہر جانا پسند کیا۔ میں نے ایک چتر منگوایا اور زادِ راہ دے کر اسے خچر پر خود سوار کیا۔ اس نے مجھے دعا دی: ”اللہمَّ وَجِّدْ لِي اپنے پسندیدہ دین پر تیرا خاتمہ فرمائے۔“ اس کا یہ جملہ مکمل نہ ہوا تھا کہ میرے دل میں دین اسلام کی محبت گھر کر گئی، پھر میں نے اپنے دس غلام اُس کے ہمراہ بھیجے۔ انہیں حکم دیا کہ اسے نہایت احترام کے ساتھ لے جاؤ۔ پھر اس کو ایک دوات اور کاغذ دیا اور ایک نشانی مقرر کر لی کہ جب وہ بحفاظت تمام اپنے مقام پر پہنچ جائے تو وہ نشانی لکھ کر میری طرف بھیج دے۔ ہمارے اور اس کے شہر کے درمیان پانچ دن کا فاصلہ تھا۔ جب چھٹا دن آیا تو میرے خدّام میرے پاس آئے، ان کے پاس رُقعہ بھی تھا جس میں اس کا خط اور وہ علامت موجود تھی۔ میں نے اپنے غلاموں سے جلدی پہنچنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم اس کے ساتھ یہاں سے نکلے تو ہم کسی تھکاوٹ اور مشقت کے بغیر گھڑی بھر میں وہاں پہنچ گئے لیکن واپسی پر وہی سفر پانچ دنوں میں طے ہوا۔ ان کی یہ بات سنتے ہی میں نے پڑھا: ”شَهِدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّ دِينَ الْإِسْلَامِ حَقٌّ“ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں اور دین اسلام حق ہے) پھر میں روم

سے نکل کر مسلمانوں کے شہر آ گیا۔ (الروض الفائق، ص ۹۵)

کیوں کر نہ میرے کام بین غیب سے کَسَن
 بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کار ساز کا
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(11) بے صبری

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: مصیبت کے وقت رانوں پر
 ہاتھ مارنا مصیبت کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

(فردوس الاخبار، ۴۲/۲، حدیث: ۳۷۱۷)

امامِ اَجَلِ عارفِ باللہ ابو بکر محمد ابراہیم بخاری علیہ رحمۃ اللہ القوی اسی مفہوم
 کی ایک حدیثِ پاک نقل کرتے ہیں چنانچہ سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ
 صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ ضَرَبَ يَدَكَ عِنْدَ
 الْمُصِيبَةِ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ یعنی جس نے مصیبت کے وقت ہاتھ مارا اس کا عمل ضائع
 ہوا۔ (بحر الفوائد المشہور بمعانی الاخبار، ص ۱۶۳)

اس حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد شیخ ابو بکر محمد ابراہیم بخاری علیہ رحمۃ
 اللہ القوی لکھتے ہیں: عمل کے ضائع ہونے سے عمل کا ثواب ضائع ہونا مراد ہے اور اسی
 طرح مصیبت میں صبر کرنے کا ثواب ضائع ہونا مراد ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا
 ہے: اِنَّ مَائِيْقِي الصَّيْرُوْنَ اَجْرُهُمْ يُغَيَّرُ حِسَابًا ۝ (ترجمہ کنز الایمان: صابروں ہی کو

ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔ (پ ۲۳، الزمر: ۱۰)) مصیبت کے وقت ہاتھ

مارنا بے برداشت ہونا ہے، اور جس نے مصیبت کو برداشت نہ کیا وہ ثواب کا مستحق نہ ہوگا، اور بے صبری مصیبت پر ملنے والے ثواب کو ختم کر دیتی ہے، جس کے عمل کا ثواب ضائع ہو جائے تو اس کا عمل بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(بحر الفوائد المشہور بمعانی الاخبار، ص ۱۶۳)

مصیبت پر صبر کا انعام

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: جس نے مصیبت پر صبر کیا یہاں تک کہ اس (مصیبت) کو اچھے صبر کے ساتھ لوٹا دیا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے تین سو درجے جات لکھے گا، ہر ایک درجہ کے مابین (یعنی درمیان) زمین و آسمان کا فاصلہ ہوگا۔ (جامع صغیر، ص ۳۱۷، حدیث: ۵۱۳۷)

ثواب کی رغبت رکھو

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: جب تو مصیبت میں گرفتار ہو تو مصیبت کے ثواب میں زیادہ راغب ہو اگر وہ تجھ پر باقی رکھی جائے۔

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الزہادة فی الدنیا، ۱۵۲/۴، حدیث: ۲۳۴۷)

مفسرِ شہیر حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یہاں رغبت کا ذکر ہے دعا کا ذکر نہیں، مصیبت کی دعا کرنا ممنوع ہے مگر اس کے ثواب کی رغبت کرنا اچھا ہے، جب مصیبت آپڑے تو (نظر) اس کی تکلیف پر نہ ہو اس کے ثواب پر نظر ہو۔ (مراۃ المناجیح، ۱۱۶/۷)

محمود و ایاز اور کڑی کی قاش

(حکایت 13)

منقول ہے، مشہور عاشق رسول، سلطان محمود غزنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس کوئی شخص کڑی لے کر حاضر ہوا۔ سلطان نے کڑی قبول فرمائی اور پیش کرنے والے کو انعام دیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے کڑی کی ایک قاش تراش کر اپنے منظورِ نظر غلام ایاز کو عطا فرمائی۔ ایاز مزے لے لے کر کھا گیا۔ پھر سلطان نے دوسری پھانک کاٹی اور خود کھانے لگے تو وہ اس قدر کڑوی تھی کہ زبان پر رکھنا مشکل تھا۔ سلطان نے حیرت سے ایاز کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”ایاز! اتنی کڑوی پھانک تو کیسے کھا گیا؟ واہ! تیرے چہرے پر تو ذرہ برابر ناگواری کے اثرات بھی نمودار نہ ہوئے؟“ ایاز نے عرض کیا: ”عالی جاہ! کڑی واقعی بہت کڑوی تھی۔ منہ میں ڈالی تو عقل نے کہا: ”تھوک دے۔“ مگر عشق بول اٹھا: ”ایاز خبردار! یہ وہی ہاتھ ہیں جن سے روزانہ میٹھی اشیاء کھاتا رہا ہے، اگر ایک دن کڑوی چیز مل گئی تو کیا ہوا! اس کو تھوک دینا آدابِ محبت کے خلاف ہے لہذا عشق کی رہنمائی پر میں کڑی کی کڑوی قاش کھا گیا۔“ (رہبرِ زندگی، ص ۱۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اپنے آقا کی اس قدر نعمتیں استعمال کرنے والا اگر ایاز کی طرح سوچ بنا لے تو بے صبری کبھی قریب سے بھی نہیں گزر سکتی۔

بیٹے کی وفات پر عمدہ کپڑے!

(حکایت 14)

حضرت سیدنا ثناء بن ابی قحطیبہؓ سِرُّہ النُّور اُنسی فرماتے ہیں: تاہی بزرگ

حضرت سیدنا مطرؓ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے حضرت سیدنا عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت سیدنا مطرؓ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمدہ کپڑے زیب تن کئے، تیل لگائے لوگوں کے پاس آئے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس حالت میں دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور بولے: آپ کے بیٹے کا انتقال ہوا ہے اور آپ تیل لگائے ان کپڑوں میں گھوم رہے ہیں؟ فرمایا: تو کیا میں کم ہمتی کا اظہار کروں؟ میرے رب عزوجلؑ نے مجھے تین انعامات دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور ہر انعام مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ عزوجلؑ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۰۶﴾
 أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (پ ۲، البقرة: ۱۰۶-۱۰۷)

(منہاج القاصدین، ص ۱۰۷۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(17:12) عمل کو برباد کرنے والی چھ چیزیں

دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جو و نوالِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان

عالیشان ہے: چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے

رہنا (۲) قساوتِ قلبی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی اُمید اور (۶) حد

سے زیادہ ظلم کرنا۔ (کنز العمال، جزء ۱۶، ۳۶/۸، حدیث: ۴۴۰۱۶)

حضرت سیدنا علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں:

لوگوں کے عیبوں کی ٹوہ میں لگنے سے مراد ان کے عیوب کو دیکھنا اور ان کے بارے میں گفتگو کرنا لیکن اپنے عیبوں کی طرف توجہ نہ کرنا جبکہ قساوتِ قلبی کا مطلب ہے، دل کا سخت ہونا اور ترغیب و ترہیب کو قبول نہ کرنا۔ مزید فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت ہر

برائی کی جڑ ہے۔ (فیض القدیر، ۴/۱۲۰، تحت الحدیث: ۴۶۵۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

میں چھ چیزوں کا بیان ہے، ان کے بارے میں مزید روایات ملاحظہ فرمائیے، چنانچہ

(۱) عیب نہ ڈھونڈو

پارہ 26 سُورَةُ الْحُجُرَات کی آیت 12 میں خدائے ستار عَزَّوَجَلَّ نے

دوسروں کے اندر بُرائیوں کو تلاش کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَجَسَّسُوا

(پ ۲۶، الحجرت: ۱۲)

صَدُرُ الْفَاضِل حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ

الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے

حال کی تلاش میں نہ رہو، جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ستاری سے چھپایا۔

عیوب کے پیچھے نہ پڑو

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم لوگوں کے خفیہ عیوب کے پیچھے پڑو گے تو انہیں بگاڑ دو گے۔

(شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القروف، ۷/۱۰۷، حدیث: ۹۶۵۹)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اس فرمانِ عالی میں خطاب خصوصی طور پر جناب معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہے، کیونکہ آئندہ یہ سلطان بننے والے تھے، تو اس عیوب داں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی اُن کو طریقہ سلطنت کی تعلیم فرمادی کہ تم بادشاہ بن کر لوگوں کے خفیہ عیوب نہ ڈھونڈ کرنا، درگزر اور حتی الامکان عفو و کرم سے کام لینا، اور ہوسکتا ہے کہ روئے سخن سب سے ہو کہ باپ اپنی جوان اولاد کو، خاوند اپنی بیوی کو، آقا اپنے ماتحتوں کو ہمیشہ شک کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ بدگمانیوں نے گھر بلکہ بستیاں بلکہ ملک اُجاڑ ڈالے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ“^۱ اور فرماتا ہے: ”وَلَا تَجَسَّسُوا“^۲، ہم اپنے عیب ڈھونڈیں اور لوگوں کی خوبیاں تلاش کریں۔ خیال رہے کہ یہاں بلا وجہ کی بدگمانیوں سے ممانعت ہے، ورنہ مشکوک

دینہ

۱: ترجمہ کنز الایمان: بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۲)

۲: ترجمہ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈو۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۱۲)

اور بد معاش لوگوں کی نگرانی کرنا سلطان کے لیے ضروری ہے، جاسوسی کا محکمہ ملک رانی کے لیے لازم ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۳۶۴/۵)

گناہ جھڑتے دکھائی دیتے تھے (حکایت: 15)

حضرت سید ناعلاً مہ عبد الوہاب شہرانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نقل فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سید نا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد کوفہ کے وضو خانے میں تشریف لے گئے تو ایک نوجوان کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، اُس سے وضو میں استعمال شدہ پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: بیٹا! ماں باپ کی نافرمانی سے توبہ کرلو۔ اُس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے وضو کے پانی کو ملاحظہ فرمایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس شخص سے ارشاد فرمایا: میرے بھائی! بدکاری سے توبہ کرلو۔ اُس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے وضو کے پانی کو دیکھا تو اُس سے فرمایا: شراب پینے اور گانے باجے سننے سے توبہ کر لے۔ اُس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غیبی باتوں کے اظہار کے باعث چونکہ لوگوں کے عُیُوب ظاہر ہو جاتے تھے، لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ خُداوندی میں غیبی باتوں کے اظہار کے ختم ہو جانے کی دُعا مانگی، اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے دُعا قبول فرمائی جس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وضو کرنے والوں کے گناہ جھڑتے نظر آنا بند

ہو گئے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶۵/۲، المیزان الکبریٰ، کتاب الطہارۃ، جز ۱: ۱۰۱/۱۳۰)

جو بے مثال آپ کا ہے تقویٰ تو بے مثال آپ کا ہے فتویٰ
ہیں علم و تقویٰ کے آپ سگم امام اعظم ابو حنیفہ

پسندیدہ بندہ

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: اے ابنِ آدم! تم اُس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتے، جب تک لوگوں کی ایسی برائیوں کی مذمت کرنا ترک نہ کر دو جو خود تم میں بھی موجود ہیں اور ان کی اصلاح کرتے ہوئے انہیں خود سے دور نہ کر لو، جب تم ایسا کرو گے تو پھر اپنی ہی اصلاح میں مشغول رہو گے اور ایسا ہی بندہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ

ہے۔ (الموسوعة لابن ابی الدنيا، باب الغيبة و ذمها، ۴/ ۳۵۹، رقم: ۶۰)

اپنی آنکھ میں شہتیر دکھائی نہیں دیتا

خُصُو رِاقِدَس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يُبْصِرُ أَحَدُكُمْ الْقُدَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَيَنْسَى الْجُذْعَ فِي عَيْنِهِ یعنی تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تیکا تو نظر آ جاتا ہے، لیکن اپنی آنکھ میں شہتیر نظر نہیں آتا۔

(ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب الغيبة، ۷/ ۵۰۶، حدیث: ۵۷۳۱)

مسلمانوں کے عُیُوب تلاش کرنے کی سزا

اللہ عزوجل کے محبوب، دانا نے عُیُوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: اے وہ لوگو! جو زبانوں سے تو ایمان لے آئے ہو، مگر تمہارے دل میں ابھی تک

ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت اور اُن کے عُیُوب تلاش نہ کیا کرو، کیونکہ جو

مسلمانوں کے عُیُوب تلاش کرے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا عیب ظاہر فرما دے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کا عیب ظاہر فرماتا ہے اُسے رُسوا کر دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر میں

ہو۔ (شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، ۲۹۶/۵، حدیث: ۶۷۰۴)

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی بُرائیوں پہ جو نظر تو نگاہوں میں کوئی بُرا نہ رہا
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۲) قساوت قلبی

رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: اللہ
عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو نہ کیا کرو کیونکہ ذکرِ الہی عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ زیادہ
کلام کرنا دل کی سختی کا باعث ہے اور بلاشبہ سخت دل انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں

سب سے زیادہ دُور ہے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، باب: ۶۲، ۱۸۴/۴، حدیث: ۲۴۱۹)

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: سختی دل کا انجام یہ ہوتا ہے کہ
اس میں وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتا، کبھی انسان اپنے گزشتہ گناہوں پر روتا نہیں، آیاتِ
الہیہ میں غور نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، زیادہ کلام اور بہت ہنسنا دل کو سخت کرتا
ہے اور زیادہ ذکر اللہ یا اللہ والوں کی صحبت ہوتی کی یاد، آخرت کا دھیان، قبرستان

کی زیارت دل میں نرمی پیدا کرتی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۱۹)

دل کی سختی کا ایک علاج

ایک شخص نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاج اور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو ارشاد فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الایتام والادامل، ۸/۲۹۳، حدیث: ۱۳۵۰۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۳) دنیا کی محبت

پارہ 7 سُورَةُ الْأَنْعَامِ آیت نمبر 32 میں فرمانِ ربِّ الانام عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ ۚ
وَلَهُمْ وَلِلدَّارِ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ
لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفْلا تَعْقِلُونَ ﴿۳۱﴾
ترجمہ کنز الایمان: اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں تو کیا تمہیں سمجھ نہیں۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: نیکیاں اور طاعتیں (یعنی عبادتیں) اگرچہ مومنین سے دنیا ہی میں واقع ہوں لیکن وہ اُمورِ آخرت میں سے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اعمالِ متقین (یعنی نیک بندوں کے اعمال) کے سوا دنیا میں جو کچھ ہے سب لُھو و لَعِب (یعنی کھیل کود) ہے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے

رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الزهد وقصر الامل، ۷/۳۳۸، حدیث: ۱۰۵۰۱)

آخرت کو نقصان پہنچتا ہے

حدیث میں ہے: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) پر ترجیح دو۔ (مسند احمد، ۷/۱۶۵، حدیث: ۱۹۷۱۷)

دنیا کی حیثیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کیا حیثیت ہے، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان نصیحت نشان ہے: اللہ عزَّوَجَلَّ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابل ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ۳/۱۰۵، حدیث: ۵۱۵۶)

فنا ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو

(حکایت: 16)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ہشام علیہ رحمۃ اللہ الفقار فرماتے ہیں کہ ایک دن میں

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے ساتھ صحراء میں شریک سفر تھا کہ

اچانک ہمیں ایک قبر نظر آئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اس قبر پر تشریف لے گئے اور قبر والے کے لئے دعائے مغفرت کی، پھر رونے لگے۔ میں نے عرض کی: یہ قبر کس کی ہے؟ جواب دیا: یہ قبر حمید بن ابراہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ہے جو یہاں کے تمام شہروں کے گورنر تھے اور دنیا کی محبت میں غرق تھے، اللہ عزوجل نے انہیں بچالیا۔ اتنا کہنے کے بعد فرمایا: یہ ایک دن اپنی مملکت کی وسعت اور دنیاوی مال و دولت کی کثرت سے بہت خوش تھے، اسی دوران جب یہ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، ان کے سر ہانے آن کھڑا ہوا۔ حمید نے اس شخص سے کتاب لے کر اسے کھولا تو اس میں جلی حروف سے لکھا تھا: فنا ہو جانے والی کو باقی رہ جانے والی پر ترجیح نہ دے اور اپنی مملکت، حکومت، بادشاہت، خدام، غلام اور لذات و خواہشات میں کھو کر غافل مت ہو جا، بے شک جس میں تو مگن ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں، بظاہر جو تیری ملکیت ہے وہ حقیقتاً ہلاکت ہے، جو فرح و سرور ہے وہ حقیقت میں لُھو و غرور ہے، جو آج ہے اس کا کل کچھ پتہ نہیں، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جلدی حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کا فرمان ہے:

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ
وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان اور زمین آجائیں، پرہیز

(پ ۴، ال عمران: ۱۳۳) گاروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

جب یہ نیند سے بیدار ہوئے تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا: یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تنبیہ اور نصیحت ہے۔ پھر کسی کو کچھ بتائے بغیر یہ اپنے ملک سے نکل آئے اور ان پہاڑوں میں آ بسے۔ جب مجھے ان کا واقعہ معلوم ہوا تو میں نے انہیں تلاش کیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے یہ واقعہ مجھے سنایا، پھر میں نے بھی انہیں اپنا واقعہ سنایا۔ میں برابر ان سے ملاقات کے لئے آتا رہا، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔ (کتاب التوابین، ص ۱۵۳)

﴿کون سی دُنیا اچھی، کون سی قابلِ مَدَّت؟﴾

دُنیاوی اشیاء کی تین قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ وہ دُنیاوی اشیاء جو آخرت میں ساتھ دیتی ہیں اور ان کا نفع موت کے بعد بھی ملتا ہے، ایسی چیزیں صرف دو ہیں: علم اور عمل، عمل سے مراد ہے، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور دُنیا کی یہ قسم محمود (یعنی بہت عمدہ) ہے ﴿۲﴾ وہ چیزیں جن کا فائدہ صرف دُنیا تک ہی محدود رہتا ہے آخرت میں ان کا کوئی پھل نہیں ملتا جیسے جائز چیزوں سے ضرورت سے زیادہ فائدہ اٹھانا مثلاً زمین، جائیداد، سونا چاندی، عمدہ کپڑے اور اچھے اچھے کھانے کھانا اور یہ دُنیا کی مذموم (یعنی قابلِ مذمت) قسم میں شامل ہیں ﴿۳﴾ وہ اشیاء جو نیکیوں پر مدد گار ہوں جیسے ضروری غذا، کپڑے وغیرہ۔ یہ قسم بھی محمود (اچھی) ہے لیکن اگر محض دُنیا کا فوری فائدہ اور لذت مقصود ہو تو اب یہ دُنیا مذموم (قابلِ مذمت) کہلائے گی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقة الدنیا... الخ، ۲۷۰/۳، ملخصاً)

دنیا کے نظاروں سے بھلا کیا ہو سر و کار
عُشَّاق کو بس عشق ہے گلزارِ نبی سے (وسائلِ بخشش، ص ۴۰۵)

مال دُنیا نے رُلادیا

(حکایت: 17)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے گئے تو نہیں روتے دیکھ کر پوچھا: کیوں رورہے ہیں؟ آپ تو حوضِ کوثر پر اپنے دوستوں (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور حضور نبی اکرم، رسولِ مختشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے تشریف لے جاتے وقت آپ سے راضی تھے۔ فرمایا: میں موت کے ڈر یا دنیا چھوٹنے کی وجہ سے نہیں رورہا بلکہ میں تو اس وجہ سے رورہا ہوں کہ میرے ارد گرد کثیر ساز و سامان پڑا ہوا ہے حالانکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ”تمہارے پاس دنیاوی سامان صرف اتنا ہونا چاہئے جتنا ایک مسافر کے پاس زادِ راہ ہوتا ہے۔“ راوی بیان کرتے ہیں: اس وقت ان کے پاس جو سامان تھا وہ صرف ایک برتن تھا جو وضو کرنے یا کپڑے دھونے کے کام آتا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء، ۲۵۳/۱)

پچھامرا دنیا کی محبت سے چھڑا دے

یارب مجھے دیوانہ مدینے کا بنا دے (وسائلِ بخشش، ص ۱۱۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿(۴) حیا﴾

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ایمان کے ستر سے زائد شعبے (یعنی خصلتیں) ہیں اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

(مُسْلِم، کتاب الایمان، باب بیان عدد... الخ، ص ۳۹، حدیث: ۳۵)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمُ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنان لکھتے ہیں: صرف ظاہری نیکیاں کر لینا اور زبان سے حیا کا اقرار کرنا پوری حیا نہیں بلکہ ظاہری اور باطنی اعضاء کو گناہوں سے بچانا حیا ہے۔ چنانچہ سر کو غیر خدا کے سجدے سے بچائے، اندرونِ دماغ کو ریا اور تکبر سے بچائے، زبان، آنکھ اور کان کو ناجائز بولنے، دیکھنے، سننے سے بچائے، یہ سر کی حفاظت ہوئی، پیٹ کو حرام کھانوں سے، شرمگاہ کو زنا سے، دل کو بری خواہشوں سے محفوظ رکھے یہ پیٹ کی حفاظت ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ نعمتیں رب کی عطاء اور جنابِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سخا سے نصیب ہو سکتی ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۱۲/۴۴۰)

﴿شرعی حیا کسے کہتے ہیں؟﴾

حضرت علامہ علی قاری حنفی علیہ رحمۃُ اللہ القوی لکھتے ہیں: شرعی حیا یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں پر غور کر کے نادم و شرمندہ ہو اور اس شرمندگی اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی بناء پر آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی کوشش

کرے۔ (مِرْقَاۃ الْمَفَاتِیْح، ۸/۸۰۰، تحت الحدیث ۵۰۷۰)

﴿کثرت حیا سے منع مت کرو﴾

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک انصاری کو ملاحظہ فرمایا: جو اپنے بھائی کو شرم و حیا کے مُتَعَلِّقِ نصیحت کر رہے تھے (یعنی کثرتِ حیا سے منع کر رہے تھے) تو فرمایا: اسے چھوڑ دو، بے شک حیا ایمان سے ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الحیاء، ۴/۳۳۱، حدیث: ۴۷۹۵)

﴿حیا زینت دیتی ہے اور بے حیائی عیب ناک کرتی ہے﴾

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: بے حیائی جس چیز میں بھی ہو اسے عیب ناک کر دیتی ہے اور شرم و حیا جس چیز میں بھی ہو اسے زینت دیتی ہے۔

(ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الفحش والتفحش، ۳/۳۹۲، حدیث: ۱۹۸۱)

یعنی اگر بے حیائی اور حیا و شرم انسان کے علاوہ اور مخلوق میں بھی ہوں تو اسے بھی بے حیائی خراب کر دے اور حیا اچھا کر دے تو انسان کا کیا پوچھنا! حیا ایمان کی زینت، انسانیت کا زیور ہے، بے حیائی انسانیت کے دامن پر بد نما دھبہ ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۶/۴۷۳)

﴿جو چاہو کرو﴾

ملکی مدنی مصطفیٰ، پیکرِ شرم و حیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ باصفا ہے: اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ یعنی جب تجھے حیا نہیں تو تُو جو چاہے کر۔

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب: ۵۶/۲۰، حدیث: ۴۸۴۴)

مُفسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمُ الْاُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحَنّانِ اِس

حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: جب تیرے دل میں اللہ رسول کی، اپنے بزرگوں کی شرم و حیاء نہ ہوگی تو تُو بُرے سے بُرا کام کر گزرے گا کیونکہ برائیوں سے روکنے والی چیز تو غیرت ہے جب وہ نہ رہی تو برائی سے کون روکے! بہت لوگ اپنی بدنامی کے خوف سے برائیاں نہیں کرتے مگر جنہیں نیک نامی بدنامی کی پرواہ نہ ہو وہ ہر گناہ کر گزرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۶۳۸)

حیا کیسی ہو؟

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح حیا کرو جیسے اپنی قوم کے کسی نیک آدمی سے حیا کرتے ہو۔ (معجم کبیر، ۶/۶۹، حدیث: ۵۵۳۹)

حضرت سیدنا ابن جریر رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ مختصر ترین الفاظ میں ایک نہایت عمدہ اور جامع نصیحت ہے کیونکہ کوئی بھی فاسق شخص ایسا نہیں جو صاحبِ فضیلت اور نیک لوگوں کے سامنے برا کام کرنے سے شرم نہ محسوس کرے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی مخلوق کے تمام کاموں پر مطلع ہے، بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح حیا کرے گا جیسے اپنی قوم کے کسی نیک شخص سے کرتا ہے تو تمام ظاہری اور باطنی

گناہوں سے بچ جائے گا۔ (فیض القدیر، ۳/۹۶، تحت الحدیث: ۲۷۸۹)

شب بیداری شروع فرمادی

(حکایت: 18)

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آدھی رات عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دن کہیں سے گزرتے ہوئے آپ نے ایک شخص کو اپنے بارے میں کہتے سنا: یہ صاحب پوری رات عبادت کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: لوگ میرے بارے میں ایسی بات کر رہے ہیں جو مجھ میں نہیں، اس کے بعد آپ نے پوری رات عبادت کرنا شروع کر دیا اور ارشاد فرمایا: اَنَا اسْتَحْيُ مِنَ اللَّهِ اَنْ اَوْصَفَ بِمَا لَيْسَ فِيَّ مِنْ عِبَادَتِهِ یعنی میں اللہ عزوجل سے حیا کرتا ہوں کہ میری طرف ایسی عبادت منسوب کی جائے جو میں نہیں کرتا۔

(فیض القدیر، ۳/۱۰۰، تحت الحدیث: ۲۷۹۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۵) لمبی اُمید

حضور پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے معاملے میں جو ان رہتا ہے دنیا کی محبت اور لمبی اُمید۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة... الخ، ۴/۲۲۴ حدیث: ۶۴۲۰)

مفسرِ شہیر حکیمُ اُلمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: محبتِ دنیا ذریعہ ہے موت سے ڈرنے کا اور لمبی اُمید ذریعہ ہے اعمالِ صالحہ میں دیر لگانے کا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُمید اور

آخرت کی لمبی امید میں کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔ اَمَلِ دنیا کی امید کو کہتے ہیں اور رَجَاءِ آخرت کی امید اللہ سے امید کو کہا جاتا ہے۔ اَمَلِ بری ہے رَجَاءِ اچھی۔

(مراۃ المناجیح، ۸۸/۷)

لمبی امیدوں کے اسباب

حضرت سیدنا عبد الرحمن ابن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات علم میں رہے کہ لمبی اُمید کا سبب دو چیزیں ہیں: (1) دنیا کی محبت (2) جہالت۔ جہاں تک دنیا کی محبت کا تعلق ہے تو انسان جب دنیا اور اس کی فانی لذات کا رُشیا ہو جاتا ہے تو پھر اُس سے دل ہٹانا مشکل ہو جاتا ہے، اسی لئے دل میں موت کی فکر پیدا نہیں ہوتی جو اصل دل ہٹانے کا سبب بنتی ہے اور ہر شخص ناپسندیدہ چیز کو خود سے دور کرتا ہے۔ انسان جھوٹی امیدوں میں پڑا ہوا ہے، خود کو ہمیشہ اپنی مراد کے مطابق دنیا، مال و دولت، اہل و عیال، گھریاں، یار و دوست اور دیگر چیزوں کی امیدیں دلاتا رہتا ہے، تو اس کا دل اسی سوچ میں اٹکا رہتا ہے اور موت کے ڈر سے غافل ہو جاتا ہے۔ اگر کبھی موت کا خیال آ بھی جائے تو تو بہ کو آئندہ پر ڈالتے ہوئے اپنے نفس کو یہ دلا سہ دیتا ہے: ابھی بہت دن پڑے ہیں، تھوڑا بڑا تو ہو جا پھر تو بہ کر لینا، اور جب بڑا ہو جائے تو کہتا ہے: ابھی تھوڑا بوڑھا تو ہو جائے پھر تو بہ کر لینا، اور جب بوڑھا ہو جائے تو کہتا ہے: پہلے یہ گھربنا لوں یا اس جائیداد کی تعمیر وغیرہ کر لوں یا اس سفر سے واپس آ جاؤں پھر کر لوں گا۔ یوں وہ ہمیشہ تاخیر پر تاخیر کرتا چلا جاتا ہے، اور ایک کام کی

حرص مکمل ہونے پر پاتی کہ دوسرے کی حرص آن پڑتی ہے، اسی طرح دن گزرتے چلے جاتے ہیں، ایک کے بعد ایک کام پڑتا ہی رہتا ہے یہاں تک کہ ایک وقت جس میں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اسے موت بھی آ جاتی ہے اور اس کی حسرتوں کے سائے ہمیشہ کے لئے دراز ہو جاتے ہیں۔ اکثر جنہی اسی ”آئندہ“ کی وجہ سے دوزخ میں ہوں گے اور کہیں گے: ہائے حسرت! ان امیدوں کے پیدا ہونے کی اصل وجہ دنیا کی محبت و اُنسیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان سے غفلت ہے: جس سے چاہو محبت کر لو! تمہیں اُس سے جدا ہونا ہی ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، ۷/ ۳۴۸، حدیث: ۱۰۵۴۰)

لمبی امید کا دوسرا سبب جہالت ہے۔ وہ یوں کہ انسان اپنی جوانی پر بھروسہ کر کے موت کو دور خیال کرتا ہے۔ کیا وہ یہ غور نہیں کرتا کہ اگر اُس کی بستی کے بوڑھے افراد شمار کئے جائیں تو وہ کتنے تھوڑے ہوں گے؟ اُن کے تھوڑے ہونے کی وجہ یہی ہے کہ جوانوں کو موت زیادہ آتی ہے، اور جب تک کوئی بوڑھا مرتا ہے تب تک تو کئی بچے اور جوان مر چکے ہوتے ہیں۔ کبھی یہ شخص اپنی صحت سے دھوکہ کھا بیٹھتا ہے اور یہ نہیں سمجھ پاتا کہ موت اچانک آتی ہے، اگرچہ وہ اُسے بعید سمجھے، کیونکہ مرض تو اچانک ہی آتا ہے، تو جب کوئی بیمار ہو جائے تو موت دُور نہیں رہتی۔ اگر وہ یہ بات سمجھ لے اور اس کی فکر پیدا کر لے کہ موت کا کوئی وقت گرمی، سردی، خزاں، بہار، دن یا رات مخصوص نہیں اور نہ ہی کوئی سال جوانی، بڑھاپا یا ادھیڑ پن وغیرہ مقرر ہے تب اسے

معاملہ کی نزاکت کا احساس ہو اور وہ موت کی تیاری کرنا شروع کر دے۔

(منہاج القاصدین، ص ۱۴۳۶)

”مدینے“ کے پانچ حُرُوف کی نسبت سے 5 حکایات

(i) تمہیں دوسری نماز پڑھنے کو ملے گی؟

(حکایت: 19)

حضرت سیدنا محمد بن ابوبکرؓ بہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا معروفؓ گزری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے نماز کے لئے اقامت کہی اور مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ میں نے کہا: یہ نماز تو میں پڑھا دیتا ہوں اس کے علاوہ کوئی نہیں پڑھاؤں گا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم نے یہ خیال دل میں بسا رکھا ہے کہ تمہیں دوسری نماز بھی پڑھنے کو ملے گی؟ ہم لمبی امید سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہتے ہیں، کیونکہ یہ عمل خیر میں رکاوٹ بنتی ہے۔ (منہاج القاصدین، ص ۱۴۴۱)

(ii) جسم بوڑھا مگر امید جوان

(حکایت: 20)

تابعی بزرگ حضرت سیدنا ابو عثمان عبد الرحمنؓ ٹھہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میری عمر 130 سال ہو چکی ہے۔ میں نے اس عمر تک پہنچنے میں ہر چیز میں کمی ہوتی دیکھی سوائے میری امیدوں کے، کہ وہ ابھی تک ویسی ہی ہیں۔

(منہاج القاصدین، ص ۱۴۳۹)

(iii) روزانہ موت کی تیاری

(حکایت: 21)

حضرت سیدنا ابو محمد حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ فرماتی ہیں: وہ مجھ سے

کہا کرتے تھے کہ اگر آج میں مر جاؤں تو فلاں کو غسل کے لئے بلانا! فلاں کو یہ کرنے کا کہنا! تم یہ یہ کرنا وغیرہ۔ کسی نے پوچھا: کیا وہ کوئی خواب دیکھتے تھے؟ فرمایا: وہ روز ہی ایسا کہتے تھے۔ (منہاج القاصدین، ص ۱۴۳۹)

(iv) تم رات تک زندہ رہو گے؟ (حکایت: 22)

منقول ہے کہ حضرت سیدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے استاد حضرت سیدنا ابوباشم رُمّانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کی چادر کے کنارے میں کچھ بندھا ہوا تھا، استاد صاحب نے پوچھا: تمہارے پاس یہ کیا ہے؟ کہا: کچھ بادام ہیں جو میرے بھائی نے مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو۔ استاد صاحب نے کہا: اے شقیق! تمہارا دل یہ کہہ رہا ہے کہ تم رات تک زندہ رہو گے، اب میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ استاد صاحب نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، فضیلة قصر الامل، ۵/۱۹۹)

(v) اُمید کام بھی کرواتى ہے (حکایت: 23)

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ رُوح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ تشریف فرما تھے اور ایک بوڑھا آدمی نیچے سے زمین کھود رہا تھا۔ آپ نے دعا کی: یا اللہ عزوجل! اس کی اُمید ختم کر دے! اس بوڑھے نے نیچے رکھا اور لیٹ گیا۔ کچھ دیر گزری تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر دعا کی: یا اللہ عزوجل! اس کی

امید لوٹا دے! وہ بوڑھا کھڑا ہوا اور کام میں مصروف ہو گیا۔ آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا: میں کام کر رہا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے کب تک کام کرے گا؟ میں نے پہلے ایک جانب رکھا اور لیٹ گیا، پھر خیال آیا کہ جب تک زندگی ہے کچھ نہ کچھ ذریعہ تو اختیار کرنا پڑے گا، یہ سوچ کر میں نے کھڑے ہو کر پہلے سنبھال لیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، فضیلة قصر الامل، ۵/ ۱۹۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۶) ظلم

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں ہوگا۔

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، ص ۱۳۹۴، حدیث: ۲۵۷۸)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمُ الْأُمَمِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا۔ اس کی بہت قسمیں ہیں: گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذا دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے یعنی ظالم پلصراط پر اندھیریوں میں گھرا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا جیسے کہ مؤمن کا

ایمان اور اس کے نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے

ہے: **ثُمَّ رَأَوْهُمْ يَبْتَغِي بَنِينَ أَوْ يَدْعُوا إِلَيْهِمْ** چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کر سکا اس لئے اندھیرے میں رہا۔ (مراۃ المناجیح، ۷۲/۳)

ایک کی قبول ہوا اور ہزاروں کی نہ ہو (حکایت: 24)

حضرت سیدنا حسین بن زیاد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْجَوَادِ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا منیع عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبُذِیْع کو کہتے سنا کہ ایک تاجر ٹیکس وصول کرنے والوں کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس کی کشتی روک لی۔ تاجر نے حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَفَّار کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ اس کے ہمراہ ٹیکس وصول کرنے والوں کی طرف چل دیئے۔ جب انہوں نے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو آتے دیکھا تو عرض گزار ہوئے: اے ابوبکھی! (آپ نے کیوں تکلیف کی) کوئی کام تھا تو پیغام بھیج دیا ہوتا۔ فرمایا: اس کی کشتی چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا: چھوڑ دی۔ راوی کا بیان ہے کہ ٹیکس وصول کرنے والوں کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں وہ لوگوں سے چھینا ہوا مال رکھتے تھے۔ ٹیکس وصول کرنے والوں نے حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَفَّار کی خدمت میں عرض کی: اے ابوبکھی! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔ فرمایا: اس پیالے سے کہو کہ تمہارے لئے دعا کرے! میں تمہارے لئے کیسے دعا کروں جبکہ ہزاروں آدمی تمہارے لئے بد دعا کرتے ہیں، تمہارا کیا خیال ہے کہ ایک آدمی کی دعا قبول ہو جائے گی اور ہزاروں کی دینہ

۱۔ ترجمہ کنز الایمان: ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے۔ (پ ۲۸ التحريم: ۸)

(حلیۃ الاولیاء، ۲/۴۲۳، رقم: ۲۸۲۷)

بدعا قبول نہ ہوگی!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(18) کینہ

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: کینہ اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(کنز العمال، ۲/۱۸۶، جزء: ۳، حدیث: ۷۴۴۱)

کینہ کسے کہتے ہیں؟

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے ”احیاء العلوم“ میں کینہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: الْحَقْدُ: اَنْ يُّلْزِمَ قَلْبُهُ اِسْتِثْقَالُهُ وَالْبُغْضَةُ لَهُ وَالنَّفَارَ عَنْهُ وَاَنْ يَّدُوْمَ ذَلِكَ وَيَبْقٰی یعنی: کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اُس سے دشمنی و بُغْض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب۔ الخ، القول فی معنی الحقد۔ الخ، ۳/۲۲۳)

مثلاً کوئی شخص ایسا ہے جس کا خیال آتے ہی آپ کو اپنے دل میں بوجھ سا محسوس ہوتا ہے، نفرت کی ایک لہر دل و دماغ میں دوڑ جاتی ہے، وہ نظر آجائے تو ملنے سے کتراتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ اس شخص سے کینہ رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ ویسے ہی کسی سے ملنے کو جی نہیں چاہتا تو یہ کینہ نہیں کہلائے گا۔

فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 526 پر ہے: مسلمان سے بلا وجہ شرعی کینہ و بغض رکھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱/۵۲۶)

دیگر گناہوں کا دروازہ کھل جاتا ہے

غصے سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینے سے آٹھ ہلاکت خیز چیزیں جنم لیتی ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ ”کینہ پُر و ر“ خمد کرے گا یعنی کسی کے غم سے شاد (یعنی خوش) ہوگا اور اس کی خوشی سے غمگین۔ دوسرا یہ کہ شماتت کرے گا یعنی کسی کو کوئی مصیبت پہنچے گی تو خوشی کا اظہار کرے گا۔ تیسرا یہ کہ غیبت، دروغ گوئی (یعنی جھوٹ) اور فحش کلامی سے اس کے رازوں کو آشکارا کرے گا۔ چوتھا یہ کہ بات کرنا چھوڑ دے گا اور سلام کا جواب نہیں دے گا۔ پانچواں یہ کہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا اور اس پر زبان درازی کرے گا۔ چھٹا یہ کہ اس کا مذاق اڑائے گا۔ ساتواں یہ کہ اس کی حق تلفی کرے گا اور صلہ رحمی نہیں کرے گا یعنی آخر با سے مروت نہیں کرے گا اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کرے گا اور ان کے ساتھ انصاف نہیں کرے گا اور طالبِ معافی نہیں ہوگا۔ آٹھواں یہ کہ جب اس پر قابو پائے گا اس کو ضرر (یعنی نقصان) پہنچائے گا اور دوسروں کو بھی اس کی ایذا رسانی پر ابھارے گا۔ اگر کوئی بہت دیندار ہے اور گناہوں سے بھاگتا ہے تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ اس کے ساتھ جو احسان کرتا تھا اس کو روک دے گا اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آئے گا اور نہ اس کے کاموں میں دسوزی کرے گا

اور نہ اس کے ساتھ اللہ کے ذکر میں شریک ہوگا اور نہ اس کی تعریف کرے گا اور یہ تمام

باتیں آدمی کے نقصان اور اس کی خرابی کا باعث ہوتی ہیں۔ (کیمیائے سعادت، ۲/۶۰۶ ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ کینے کی وجہ سے انسان دیگر

گناہوں اور برائیوں کی دلدل میں کس طرح پھنستا چلا جاتا ہے!

گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی

مرا حشر میں ہوگا کیا یا الہی (وسائل بخشش، ص ۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گوشہ نشینی کی وجہ

(حکایت: 25)

جب حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَالِق تَارِک الدُّنْیَا (یعنی

گوشہ نشین) ہو گئے تو حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے حاضر خدمت

ہو کر کہا: تَارِک الدُّنْیَا ہونے سے مخلوق آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ کے فیوض و بَرَکات

سے محروم ہو گئی ہے! آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہ نے اس کے جواب میں مُنْذَرَجَہ ذیل دو

شعر پڑھے

ذَهَبَ الْوَفَاءُ ذَهَابَ اَمْسِ الدَّاهِبِ وَالنَّاسُ بَيْنَ مُخَايِلٍ وَمَارِبِ

يُفْشُونَ بَيْنَهُمُ الْمَوَدَّةَ وَالْوَفَا وَقُلُوبُهُمْ مُحْشُوَّةٌ بِعَقَارِبِ

یعنی وفا کسی جانے والے کل کی طرح چلی گئی اور لوگ اپنے خیالات و حاجات میں غرق ہو کر رہ

گئے۔ لوگ یوں تو ایک دوسرے کے ساتھ اظہارِ مَحَبَّت و وفا کرتے ہیں لیکن ان کے دل ایک

دوسرے کے بغض و کینے کے پھوؤں سے لبریز ہیں! (تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۲)

شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد

لکھتے ہیں: **بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! سیدنا امام جعفر صادق علیہ رحمۃ اللہ الخالق لوگوں کی منافقت والی روش سے تنگ آ کر خلوت (تنہائی) میں تشریف فرما ہو گئے۔ اس پاکیزہ دور میں بھی یہ صورت حال ہونے لگی تھی تو اب تو جو حال بے حال ہے اُس کا کس سے شکوہ کیجئے۔ آہ! آج کل تو اکثر لوگوں کا حال ہی عجیب ہو گیا ہے جب باہم ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آتے اور خوب حال احوال پوچھتے ہیں، ہر طرح کی خاطر داری اور خوب مہمان داری کرتے ہیں کبھی ٹھنڈی بوتل پلا کر نہال کرتے ہیں تو کبھی چائے پلا کر، پان گلکے سے منہ لال کرتے ہیں۔ بظاہر ہنس ہنس کر خوش کلامی و قیل و قال کرتے ہیں مگر اپنے دل میں اُس کے بارے میں بغض و ملال رکھتے ہیں۔ (غیبت کی جاہ کاریاں، ص ۱۲۸)**

ظاہر و باطن ہمارا ایک ہو یہ کرم یا مصطفیٰ فرمائیے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(19) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ

رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہیں۔ مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے، یہ جائز کلام کے متعلق

ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا۔ (بہار شریعت، ۳/۳۹۹ بحوالہ رد المحتار، ۹/۶۹۰)

نے فرمایا: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اُمت میں سے زیادہ تقویٰ والوں کا ٹھکانہ ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی ایسے کام میں مصروف نہ ہوں جس کے لئے مسجد نہیں بنائی جاتی تو جو مسجد کو اپنی رہائش گاہ، جائے تجارت اور دنیا کی باتیں کرنے کی جگہ بنا لے وہ شخص قابلِ نفرت ہے۔

(فیض القدیر، ۶/۳۴۹، تحت الحدیث: ۹۲۰۳)

مسجد سے سر باہر نکال کر جواب دیا

(حکایت: 26)

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِینُ مسجد میں مباح (یعنی جائز) دنیوی بات چیت بھی نہیں کیا کرتے تھے، حضرت خَلَف بن ایوب رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ ایک مرتبہ مسجد میں موجود تھے کہ کسی نے ان سے کوئی بات پوچھی تو پہلے انہوں نے اپنا سر مسجد سے باہر نکالا پھر اس کی بات کا جواب دیا۔ (فیض القدیر، ۶/۳۴۹، تحت الحدیث: ۹۲۰۳)

مسجد میں دنیا کی باتوں کے حوالے سے دواہم سوال جواب

﴿1﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجتہدِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے پوچھا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مساجد میں معاملاتِ دنیا کی باتیں کرنے والوں پر کیا ممانعت ہے اور بروزِ حشر کیا مواخذہ ہوگا؟ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی علیہ نے جواب دیا: دنیا کی باتوں کے لئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ اِشباہ و نظائر میں فتحِ القدیر سے نقل فرمایا:

”مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔“ یہ مباح باتوں کا حکم

ہے پھر اگر باتیں خود بُری ہوئیں تو اس کا کیا ذکر ہے، دونوں سخت حرام و حرام،

موجب عذابِ شدید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ۱۱۲/۸)

﴿2﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مسجد میں شور و شر کرنا اور دنیا کی باتیں کرنا اور اسی طرح وضو میں درست ہے یا نہیں،

اور اپنے پاس سے غیبت کرنے والوں اور تہمت رکھنے والوں اور جن میں شیوہ

منافقت کا مفسدہ کا انداز پایا جائے نکلوا دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مسجد میں شور و شر کرنا حرام ہے اور دنیوی بات کے لئے مسجد میں

بیٹھنا حرام، اور نماز کے لئے جا کر دُنیوی تذکرہ مسجد میں مکروہ اور وضو میں بے

ضرورت دُنیوی کلام نہ چاہئے، اور غیبت کرنے والوں اور تہمت اٹھانے والوں

مُنافِقوں مُفسدوں کو نکلوا دینے پر قادر ہو تو نکلوا دے جبکہ فتنہ نہ اُٹھے ورنہ خود اُن کے

پاس سے اُٹھ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ۱۱۲/۸)

6 اہم مدنی پھول

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام

احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ جلد 16 صفحہ 311 تا 313 پر مسجد میں

دنیا کی باتیں کرنے کے حوالے سے مختلف روایات نقل کی ہیں، ان میں سے منتخب

روایات پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے، چنانچہ

❁ امام ابو عبد اللہ نسفی (علیہ رحمۃ اللہ القوی) نے مدارک شریف میں

حدیث نقل کی کہ: الْحَدِيثُ فِي الْمَسْجِدِ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ الْبُهِيمَةُ الْحَشِيشُ مَسْجِدٌ فِي دُنْيَا كِبَاتٍ نِيكِيَّوْنَ كَوَاسٍ طَرَحَ كَهَا جَاتِي هَيْسَ چوپایہ گھاس کو۔
(تفسیر نسفی، سورۃ لقمان، تحت الآیۃ: ۷، ص ۹۱۶)

❁ غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے: مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْمَسَاجِدِ

بِكَلَامِ الدُّنْيَا أَحْبَطَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَمَلَ أَرْبَعِينَ سَنَةً جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔

(غمز عیون البصائر، ۱۹۰/۳)

یہ روایات نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

أَقُولُ: وَمِثْلُهُ لَا يُقَالُ بِالرَّأْيِ (یعنی میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی بات رائے اور اکتل سے نہیں کہی جاسکتی۔ ت)

❁ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سَيَكُونُ فِي آخِرِ

الزَّمَانِ قَوْمٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ لَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ یعنی آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں۔ (مواردالظمان الی زوائد ابن حبان، کتاب المواقیت، باب

الجلوس فی المسجد لغير الطاعة، ص ۹۹، حدیث: ۳۱۱)

❁ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: دنیا کی بات جبکہ فی نفسہ مباح

اسی میں ہے: **وَرَوَى أَنَّ مَسْجِدًا مِّنَ الْمَسَاجِدِ اِرْتَفَعَ إِلَى السَّمَاءِ شَاكِيًا مِّنْ أَهْلِهِ يَتَكَلَّمُونَ فِيهِ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فَاسْتَقْبَلَتْهُ الْمَلَكَةُ وَقَالُوا بَعِثْنَا بِهِ لَا كِهْمٌ** یعنی مروی ہوا کہ ایک مسجد اپنے رب کے حضور شکایت کرنے چلی کہ لوگ مجھ میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ملائکہ اسے آتے ملے اور بولے ہم ان کے ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں۔ (حدیقہ ندیہ، ۲/۳۱۸)

❁ اسی میں ہے: وَرَوَى أَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَشْكُونُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ تَنَبُّهِ الْمُغْتَابِينَ وَالْقَائِلِينَ فِي الْمَسَاجِدِ بِكَلَامِ الدُّنْيَا یعنی روایت کیا گیا کہ جو لوگ غیبت کرتے ہیں (جو سخت حرام اور زنا سے بھی اشد ہے) اور جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بدبو نکلتی ہے جس سے فرشتے اللہ عَزَّوَجَدَّ کے حضور ان کی شکایت کرتے ہیں۔ (حدیقہ ندبہ، ۲/۳۱۸)

سُبْحَنَ اللّٰہ! جب مباح و جائزات بلا ضرورت شرعیہ کرنے کو مسجد میں بیٹھنے پر یہ آفتیں ہیں تو حرام و ناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، ۳۱۲/۱۶)

مسجد میں باتیں کرنے والوں کو نصیحت

(حکایت: 27)

نَاصِحُ الْأَمَّةِ علامہ عبدالغنی نالمسی علیہ رحمۃ اللہ القوی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ملک شام کے شہر دمشق کی جامع مسجد ”جامع بنو أمیہ“ میں درس دے رہا تھا کہ اس دوران کچھ لوگ میرے ارد گرد دنیاوی باتیں کرنے اور قہقہے لگانے لگے۔ میں نے عمومی طریقے پر (یعنی بغیر نام لئے) ان کی اصلاح و خیر خواہی کی غرض سے قدرے بلند آواز سے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان حقیقت بنیاد بیان کیا کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے۔ (صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب اخبارہ عما یکون... الخ، جزء: ۸، ۶/۲۶۷،، حدیث: ۶۷۲۳) میں نے یہاں تک کہا: اے اللہ کے بندو! یہود و نصاریٰ کے گرجا گھروں اور کنیسوں کو دیکھو! وہ کس طرح ان کو دنیا کی باتوں سے بچاتے ہیں حالانکہ ان کے گرجا گھر شیاطین کے ٹھکانے ہیں، تو اے مسلمانو! تم اپنی مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے کیوں نہیں بچاتے! حالانکہ تم اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی پڑھتے ہو:

فِي بُيُوتٍ اٰذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ لَا يَسْبَحُ لَهُ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۚ (پ ۱۸، النور: ۳۶)

(ترجمہ کنز الایمان: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح

(پ ۱۸، النور: ۳۶) اور شام۔)

لیکن میری بات پر توجہ دینے اور اس پر عمل کرنے کے بجائے انہوں نے مجھ سے اعراض کیا بلکہ اپنے جاہلوں کے ذریعے مجھے اذیت دینے پر اتر آئے جس کی وجہ سے میں نے وہاں دَرس دینا چھوڑ دیا اور اب میں ”جامع بنو امیہ“ کے قریب اپنے گھر پر درس دیتا ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور ان کی اصلاح فرمائے۔

(حدیقہ ندیہ، ۲/۳۱۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(20) غِیْبَت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غیبت بھی اُن گناہوں میں سے ہے جن کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں جیسا کہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **الْغِیْبَةُ تَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ** یعنی غیبت نیکوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (شرح ابن بطلال، کتاب الادب، باب الغیبة، ۹/۲۴۵) امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل کرتے ہیں: آگ بھی خشک لکڑیوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی غیبت بندے کی نیکوں کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان العلاج... الخ، ۳/۱۸۳)

والدین میری نیکوں کے زیادہ حقدار ہیں

شرح بخاری، ابوالحسن حضرت علامہ مولانا علی بن خلف المعروف ابن

بطلال علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: چونکہ غیبت ایک بہت بڑا گناہ اور اعمال کا

ثواب ضائع ہونے کا سبب ہے اس لئے علماء کی ایک جماعت تمام لوگوں کی غیبت سے اجتناب کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے والدین کی کرتا کیونکہ وہ دونوں تمام لوگوں سے زیادہ میری نیکیوں کے حقدار ہیں۔

(شرح ابن بطلال، کتاب الادب، باب الغیبة، ۲۴۵/۹)

میری نیکیاں کہاں گئیں؟

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک قیامت کے روز انسان کے پاس اس کا کھلا ہوا نامہ اعمال لایا جائے گا، وہ کہے گا: میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں وہ کہاں گئیں؟ کہا جائیگا: تُو نے جو غیبتیں کی تھیں اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، الترہیب من الغیبة۔ الخ، ۴۰۶/۳، حدیث: ۴۳۶۴)

مال دینے میں بخیل مگر نیکیاں لٹانے میں سخی!

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ اکرم غیبت کرنے والے کی سرزنش کرتے (یعنی ڈانٹ پلاتے) ہوئے فرماتے ہیں: اے جھوٹے انسان! تُو اپنے دوستوں کو دنیا کا حقیر مال دینے سے تو بخل کرتا رہا مگر آخرت کا مال (یعنی نیکیوں کا خزانہ) تو نے اپنے دشمنوں پر لٹا دیا! نہ تیرا دنیوی بخل قابل قبول نہ غیبتیں کر کر کے

نیکیاں لٹانے والی سخاوت مقبول۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۸۷)

اپنی بُرائیاں یاد کر لیا کرو

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَذْكُرَ عَيُوبَ صَاحِبِكَ فَادْكُرْ عَيُوبَكَ جب تم اپنے ساتھی کی بُرائیاں بیان کرنا چاہو تو اپنی بُرائیاں یاد کر لیا کرو۔

(الموسوعة لابن ابی الدنیاء، باب الغیبة و ذمہا، ۷/۱۳۶، رقم: ۱۹۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(21) تعریف کی خواہش

سرکارِ عالی و قار، مدینے کے تاجدارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طاعت کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی محبت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔

(فردوس الاخبار، ۱/۲۲۳، حدیث: ۱۵۶۷)

ایک سوال کے 2 جواب!

(حکایت: 28)

حضرت سیدنا طاہر بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ کسی سے پوچھا: آپ کو عراق آئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ جواب دیا: میں بیس سال سے عراق میں ہوں اور تیس سال سے روزے رکھ رہا ہوں، فرمایا: میں نے آپ سے ایک سوال پوچھا تھا آپ نے جواب دودئیے! (یعنی یہی کافی تھا کہ آپ عراق میں اتنے عرصے سے

ہیں، روزے کا ذکر کس لئے کر دیا؟) (ادب الدنیا والدین، ص ۸۶)

اس کا عمل بے کار ہو گیا

سرکارِ دو عالم، نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے کسی نیک عمل پر اپنی تعریف کی اس کا شکر ضائع اور عمل بے کار ہو گیا۔

(کنز العمال، جزء: ۳، ۲۰۶/۲، حدیث: ۷۶۷۴)

میرا روزہ بھی ہے

(حکایت: 29)

حضرت سیدنا امام اُصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک اعرابی نماز پڑھ رہا تھا اور بہت دیر تک نماز میں مشغول رہا، اس کے قریب کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں نے بولا: تم تو بڑی اچھی نماز پڑھتے ہو، اس اعرابی نے کہا نماز تو ہے ہی ساتھ ساتھ میں روزے سے بھی ہوں، یہ بات سن کر اس مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے اعرابی نے یہ شعر کہا:

صَلَّى فَأَعْجَبَنِي وَصَامَ فَرَأَيْتُنِي نَحَّ الْقُلُوصَ عَنِ الْمَصَلَّى الصَّائِمِ

ترجمہ: اس نے نماز پڑھی تو اس کی نماز مجھے اچھی لگی، اس نے روزہ رکھا جس نے مجھے تڑد میں ڈال دیا، لہذا اپنے اونٹوں کو اس نمازی اور روزے دار سے دور لے جاؤ! (یعنی یہ آدمی اس قدر عبادت گزار ہے اور ساتھ ساتھ ریاکاری کا بھی شکار ہے، اس سے دور بھاگو! اس کے پاس بیٹھنے

میں کوئی فائدہ نہیں ہے)۔ (ادب الدنيا والدين، ص ۸۶)

اخلاص کامل ہو تو واہ واہ سے ثواب کم نہیں ہوتا

مفسرِ شہیر حکیمُ الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان لکھتے

ہیں: اگر غازی میں اخلاص ہو تو لوگوں کی واہ واہ سے ثواب کم نہیں ہوگا۔ یہ تورب کی طرف سے دُنیوی انعام ہے۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اور خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں جہاں میں واہ واہ ہو رہی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۱۹۱/۱)

﴿نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم﴾

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجتہد دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا فارسی شعر ہے:

نہ مرا نُوْشِ زِ تَحْسِیْسِ نہ مرا نَیْشِ زِ طَعْنِ نہ مرا گُوشِ بَمَدَحِ نہ مرا هُوشِ ذَمِّ
مَنَمَ وَ کُنْجِ خُمُوْلِیْ کہ نَکُنْجَدِ دَرَوَے جُزْمَنَ وَ چَنْدِ کِتَابِے وَ دَوَاتِ وَ قَلَبِے
(حدائق بخشش، ص ۴۴۶)

انہی اشعار کی ترجمانی کسی نے اُردو رباعی میں اس طرح کی ہے:

نہ ستائش کی تمنا نہ مجھے خطرہ ذم نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم
میں ہوں اس گوشہ تنہائی کا رہنے والا کہ جہاں چند کتابیں ہیں، دوات اور قلم
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿(22) بلا اجازتِ شرعی کتا پالنا﴾

سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: جو جانوروں کی حفاظت کرنے والے یا شکاری کتے کے سوا کوئی اور کتا

پالے تو روزانہ اس کے عمل سے دو قیراط کم ہوں گے۔

(بخاری، کتاب الذبائح... الخ، باب من اقتنى كلبا... الخ، ۵۵۱/۳، حدیث: ۵۴۸۰)

مفسرِ شہیر حکیمُ الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس

حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: عمل سے مراد نیک اعمال کا ثواب ہے نہ کہ اصل عمل

کیونکہ مذہبِ اہل سنت یہ ہے کہ کسی گناہ کی وجہ سے نیکی برباد نہیں ہوتی نیکیاں صرف

کفر سے برباد ہوتی ہیں اور کتا پالنا گناہ ہے کفر نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نیکیوں کا جو

ثواب کتنا پالنے والے کو ملتا ہے وہ کتا پالنے والے کو نہیں ملتا، اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ

ایسے کتے سے رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے یا اس لئے کہ کتے سے لوگوں کو

تکلیف پہنچتی ہے یا اس لئے کہ کتے والے گھر کے برتن اور کپڑے مشکوک ہوتے ہیں

کہ کبھی کتا یہ چیزیں چاٹ لیتا ہے گھر والوں کو خبر نہیں ہوتی لہذا جتنی یقینی پاکی

و طہارت بغیر کتے والے گھر میں ہوتی ہے ایسی طہارت کتے والے گھر میں نہیں ہوتی

یہ تحقیق ضرور خیال میں رکھی جائے۔ (مرقات) مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: قیراط ایک

خاص وزن کا نام ہے، یہاں قیراط فرمانا سمجھانے کے لئے ہے ورنہ ثوابِ اعمال

یہاں کے بائوں سے نہیں تولا جاتا۔ (مراۃ المناجیح، ۶۵۶/۵)

کتا پالنا کب جائز ہے؟

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ

رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لئے یا شکار

کے لیے تپا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہ ہوں تو پالنا ناجائز اور جس صورت میں پالنا جائز ہے اُس میں بھی مکان کے اندر نہ رکھے البتہ اگر چور یا دشمن کا خوف ہے تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ (بہار شریعت، ۸۰۹/۲)

﴿لڑانے یا دوڑانے کے لئے کتنا پالا جائے﴾

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: شکار کرنے کیلئے، کھیتی کی حفاظت کیلئے، مویشیوں کی حفاظت کیلئے (اور) مکان کی حفاظت کیلئے ان چار مقصودوں کیلئے کتا پالنا جائز ہے۔ باقی ان کے سوا مثلاً کھیلنے کیلئے، دل بستگی اور تفریح کیلئے لڑانے یا دوڑانے کے لئے یا کسی اور کام کیلئے کتا پالنا ناجائز و ممنوع ہے۔ (جہنم کے خطرات، ص ۱۸۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿(23) آپس کا فساد﴾

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپس کے فساد سے بچو کیونکہ یہ مُونڈ دینے والی چیز ہے۔

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب: ۵۶، ۲۲۸/۴، حدیث: ۲۵۱۶)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اِس

حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: ذَاتَ بَیْن کے معنی آپس والی چیز، سُوء کے معنی برائی

یعنی آپس والی چیز کی برائی سے بچو نہ تو تم خود آپس میں رنجش رکھو نہ دو شخصوں میں رنجش ڈالو غیبت وغیرہ کر کے کہ یہ بدترین جرم ہے بلکہ بہت سے جرموں کی جڑ ہے۔ ”یہ مؤنڈ دینے والی چیز ہے“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں: یا تو اس مجرم کی نیکیاں برباد ہو جانے کا سبب ہے یا جس مظلوم کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا اس کے گناہ معاف ہو جانے کا سبب، اس کے نامہ اعمال کو گناہوں سے ایسا صاف کر دیتی ہے جیسے اُسترہ سر کو۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۶۱۶)

شیطان کی انگلی

(حکایت: 30)

ایک شخص نے شیطان کو دیکھا جو اپنی انگلی اٹھائے جا رہا تھا۔ اس نے شیطان سے پوچھا: یہ تم اپنی انگلی اٹھائے ہوئے کیوں جا رہے ہو؟ شیطان نے کہا: میں اپنی انگلی سے بھی بڑا کام نکالتا ہوں، لوگ جو آپس میں لڑتے جھگڑتے اور فتنہ و فساد کرتے ہیں وہ اسی انگلی کا کھیل ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شیطان نے کہا: چلو میں تم کو دکھاؤں۔ یہ سامنے جو شہر ہے اسے میری یہ انگلی تھوڑی دیر میں تباہ و برباد کر دے گی، میں صرف اپنی یہ انگلی لگاؤں گا اس کے بعد لڑنا بھڑنا اور قتل و غارت خود ہی شروع کر دیں گے۔ شیطان اس شخص کے ساتھ شہر میں داخل ہوا، ایک بازار میں حلوائی مٹھائی بنانے کے لئے چینی گھول کر اس کا شیرہ بنانے کے لئے اسے بڑے برتن میں گرم کر رہا تھا جس میں سے شیرہ اُبل رہا تھا۔ شیطان نے کہا: اب تم دیکھنا میری انگلی کیا کام کرنے لگی ہے۔ شیطان نے شیرے میں اپنی انگلی ڈال کر تھوڑا

سے شیرہ نکال کر اُسے دیوار پر چپکا دیا اور کہا: اب دیکھو یہ شہر تباہ ہونے والا ہے۔
 دیوار پر لگے ہوئے اس شیرے پر مکھیاں آ کر بیٹھیں، مکھیوں کا انبوه دیکھ کر ایک چھپکلی
 ان مکھیوں پر جھپٹنے کے لئے دیوار پر نمودار ہوئی، حلوائی کی ایک بلی تھی۔ اس بلی نے
 چھپکلی کو دیکھا تو وہ اس پر جھپٹنے کو تیار ہو گئی، دو فوجی بازار سے گزر رہے تھے جن کے
 ساتھ اُن کا کتا بھی تھا۔ کتے نے بلی کو دیکھا تو ایک دم اس پر حملہ کر دیا، بلی نے بھاگنے
 کے لئے چھلانگ لگائی تو شیرے کے برتن میں گر کر مر گئی۔ حلوائی نے اپنی بلی کو مرتے
 دیکھا تو کتے کو مار ڈالا، یہ منظر دیکھ کر فوجیوں نے حلوائی کو ہلاک کر دیا۔ حلوائی کے
 عزیزوں کو پتہ چلا تو انہوں نے فوجیوں کو مار ڈالا، جب فوج کو اپنے دونوں فوجیوں
 کے مارے جانے کا علم ہوا تو ساری فوج نے آ کر شہر کو تہس نہس کر دیا۔

شیطان نے کہا: دیکھا میری انگلی کا کرشمہ! میں نے صرف اپنی انگلی ہی لگائی
 تھی، اس کے بعد یہ لوگ لڑے مرے خود ہیں۔ (شیطان کی حکایات، ص ۱۵۰)

(24) نجومی کے پاس جانا

سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو
 کوئی نجومی کے پاس جائے پھر اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس شب کی نمازیں
 قبول نہ ہوں گی۔

(مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ... الخ، ص ۱۲۲۵، حدیث: ۲۲۳۰)

مُفسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمُ الْأُمَمِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اِس

حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: اسے (یعنی نجومی کو) سچا سمجھ کر اس سے آئندہ غیبی خبریں پوچھنے کے لیے گیا اس کی وہ سزا ہے جو یہاں مذکور ہے لیکن اگر کوئی اسے جھوٹا سمجھ کر لوگوں کو اس کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لیے اس کے پاس گیا اس سے کچھ پوچھا تاکہ اس کی جھوٹی خبر لوگوں کو سنا دے اس کی یہ سزا نہیں۔

(”چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں) یعنی اس کی یہ نمازیں ادا ہو جائیں گی اللہ کے ہاں ان کا ثواب نہ ملے گا جیسے غضب شدہ زمین میں نماز کہ اگرچہ ادا تو ہو جاتی ہے مگر اس پر ثواب نہیں ملتا لہذا ان نمازوں کا لوٹنا اس پر لازم نہیں۔ خیال رہے کہ نیکیوں سے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں مگر گناہوں سے نیکیاں برباد نہیں ہوتیں وہ تو صرف ارتداد سے برباد ہوتیں ہیں (مرقات) اور جب نمازیں ہی قبول نہ ہوں تو دوسری عبادتیں بھی قبول نہ ہوں گی بعض شارحین نے فرمایا کہ چالیس راتوں کی نمازیں سے مراد تہجد کی نمازیں ہیں۔ فرائض و واجبات قبول ہو جائیں گے مگر حق یہ ہے راتوں سے مراد دن و رات سب ہیں اور کوئی نماز قبول نہیں ہوتی (اشعہ) دوسری حدیث میں ہے کہ ایسے شخص کی چالیس دن تک توبہ قبول نہیں ہوتی بہر حال نجومیوں سے غیب کی خبریں پوچھنا بدترین گناہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲۷۰/۲۷۱)

نجومی کو ہاتھ دکھانا کیسا؟

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: کاہنوں اور

بوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا بُرا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفرِ خالص ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: فَقَدْ كَفَرَ بِمَا نَزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ یعنی اس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شے کا انکار کیا اور اگر بطور اعتقاد و تَمَيُّن (یعنی یقین رکھنے کے) نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَوةَ اَرْبَعِينَ صَبَاحًا اَللّٰهُ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمایگا، اور اگر بطور ہزل و استہزاء (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو عَبَث (یعنی بے کار) و مکروہ و حماقت ہے، ہاں! اگر بقصدِ تَعَجُّبِز (یعنی اسے عاجز کرنے کے لئے) ہو تو حَرَج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۱۵۵)

(25) شوہر کی ناشکری کرنا

سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ لِرَوْجِهَا مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهَا یعنی جب کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔ (جمع الجوامع، ۲۲۹/۱، حدیث: ۱۶۳۷)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اگر کوئی عورت ان احسانات کو جھٹلائے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شوہر کے ذریعے اس پر فرمائے ہیں تو اس کی سزا میں اس کے عمل باطل ہو جائیں گے یعنی وہ ان کے ثواب سے محروم ہو جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنی اس بات سے

رجوع کر کے اس کے احسان کا اعتراف کر لے۔ ممکن ہے کہ اس فرمانِ عالیشان سے مقصود زجر و توبخ اور اس عمل سے نفرت دلانا ہو۔ اگر یہ بات حقیقت پر مشتمل ہو (یعنی واقعی بیوی کو اپنے شوہر سے کبھی کوئی بھلائی نہ پہنچی ہو) تو اس صورت میں وہ اس وعید کی مستحق نہ ہوگی۔ (فیض القدیر، ۱/۵۲۷، تحت الحدیث: ۷۷۹)

(26) حرام مال کمانا

منقول ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو پیش کیا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی لیکن جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ ان کی تمام نیکیوں کو باطل قرار دے گا اور پھر انہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی تھی تو اسے لے لیتے تھے چنانچہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا۔ (کتاب الکبائر، ص ۱۳۶)

حلال کھانا اصلاح کے لئے ضروری ہے

حضرت سیدنا علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نقل فرماتے ہیں: حنفیوں کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد رشید حضرت سیدنا امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے عرض کی: آپ نے علم تصوف سے متعلق کوئی تصنیف کیوں نہیں فرمائی؟ فرمایا: میں نے اس علم میں ایک کتاب

تصنیف کی ہے، پوچھا: وہ کونسی؟ فرمایا: ”کِتَابُ الْبَيْعِ“ (وہ کتاب جس میں خرید و فروخت کے متعلق مسائل موجود ہوں) کیونکہ جسے اپنی خرید و فروخت کے جائز و ناجائز ہونے کا علم نہیں ہوگا وہ حرام مال کھائے گا، اور جو حرام کھائے اس کی اصلاح کبھی نہیں ہو سکتی۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، ۱۳۳/۹، تحت الحدیث: ۵۲۸۳)

حرام کے ایک درہم کا اثر

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس نے 10 درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا اللہ عزوجل اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر ارشاد فرمایا: اگر میں نے یہ بات تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔ (مسند احمد، ۴۱۶/۲، حدیث: ۵۷۳۶)

دُعا قبول نہ ہونے کا سبب (حکایت: 32)

ایک مرتبہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رو رو کر بڑے رقت انگیز انداز میں مصروف دعا تھا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسے دیکھتے رہے پھر بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: اے میرے رحیم و کریم پروردگار! عزوجل تُو اپنے اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کر رہا؟ اللہ عزوجل نے

آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلِیْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام کی طرف وحی نازل فرمائی: اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کر لے کہ آسمان کو چھولیں تب بھی میں اس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلِیْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام نے عرض کی: میرے مولیٰ! عَزَّوَجَلَّ اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد ہوا: یہ حرام کھاتا اور حرام پہنتا ہے اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔

(عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ والخمسون بعد الثلاثۃ، ص ۳۱۲)

﴿مالِ حرام سے جان چھڑا لیجئے﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کوئی شخص جتنا بھی مالِ حرام جمع کر لے، ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سارا مال دنیا میں ہی چھوڑ کر خالی ہاتھ دُنیا سے جانا ہوگا کیونکہ کفن میں تھیلی ہوتی ہے نہ قبر میں تجوری، پھر قبر کو نیکیوں کا ٹور روشن کرے گا نہ کہ سونے چاندی کی چمک دمک! الغرض یہ دولت فانی ہے اور ہر تپتی پھرتی چھاؤں ہے کہ آج ایک کے پاس تو کل کسی دوسرے کے پاس اور برسوں کسی تیسرے کے پاس! آج کا صاحبِ مال کل کنگال اور آج کا کنگال کل مالا مال ہو سکتا ہے، تو پھر مالِ حرام جیسی ناپائیدار شے کی وجہ سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو کیوں ناراض کیا جائے! اس لئے ہمیں چاہئے کہ آج اور ابھی اپنے مال و اسباب پر غور کر لیں کہ خدا نخواستہ کہیں اس میں حرام تو شامل نہیں، اگر ایسا ہو تو ہاتھوں ہاتھ توبہ کریں اور مالِ حرام سے جان چھڑا لیں اور اگر حرام مال خرچ ہو چکا ہے تو بھی توبہ کیجئے اور درجِ ذیل طریقے پر عمل کیجئے۔

مالِ حرام سے نجات کا طریقہ

شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ”پُر اسرار بھکاری“ کے صفحہ 26 پر لکھتے ہیں: حرام مال کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک وہ حرام مال جو چوری، رشوت، غصب اور انہیں جیسے دیگر ذرائع سے ملا ہو اس کو حاصل کرنے والا اس کا اصلاً یعنی بالکل مالک ہی نہیں بنتا اور اس مال کے لئے شرعاً فرض ہے کہ جس کا ہے اُسی کو لوٹا دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو وارثوں کو دے اور ان کا بھی پتانہ چلے تو بلا نیتِ ثواب فقیر پر خیرات کر دے (۲) دوسرا وہ حرام مال جس میں قبضہ کر لینے سے ملکِ خبیث حاصل ہو جاتی ہے اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقدِ فاسد کے ذریعہ حاصل ہوا ہو جیسے سود یا ڈاڑھی مونڈنے یا خش خشی کرنے کی اُجرت وغیرہ۔ اس کا بھی وہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس کو مالک یا اُس کے ورثا ہی کو لوٹا نا فرض نہیں اولاً فقیر کو بھی بلا نیتِ ثواب خیرات میں دے سکتا ہے۔ البتہ افضل یہی ہے کہ مالک یا ورثا کو لوٹا

دے۔ (ماخوذ از: فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۵۵۱، ۵۵۲ وغیرہ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(27) فرض کے بعد سنتیں پڑھنے میں تاخیر کرنا

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! کسی بھی نماز کی سنتیں پڑھ کر فرض پڑھنے سے

پہلے یا فرض پڑھ کر سنتیں پڑھنے سے پہلے بات چیت نہیں کرنی چاہئے کہ اس سے

ثواب کم ہو جاتا ہے، میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے پوچھا گیا: امام نے ظہر کے وقت چار رکعت نماز سنت ادا کرنے کے بعد کلام دنیا کیا بعد اس کے نماز پڑھائی تو اس فرض نماز میں کچھ نقصان آئے گا یا نہیں؟ اور نماز سنت کا ثواب کم ہو جائے گا یا باطل ہو جائے گی؟

جواب ارشاد فرمایا: فرض میں نقصان کی کوئی وجہ نہیں کہ سنتیں باطل نہ ہوں گی، ہاں اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ تنویر الابصار میں ہے: وَكَوَتْكَ لَمْ يَبْنِ السُّنَّةُ وَالْفَرْضُ لَا يَسْقُطُهَا وَلَكِنْ يَنْقُصُ ثَوَابُهَا (یعنی اگر کوئی سنن و فرائض کے درمیان کلام کرتا ہے تو اس سے سنن ساقط نہیں ہو جاتی مگر ان کے ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے ت۔)۔

واللہ تعالیٰ اعلم (درمختار، ۵۵۸/۲) (فتاویٰ رضویہ، ۴/۲۳۸)

سنتِ قبلیہ کا دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سنتیں پڑھنے کے بعد اگر گفتگو کی جائے تو پھر اعادہ سنتوں کا کرے یا نہیں؟

جواب دیا: اعادہ بہتر ہے کہ قبلی سنتوں کے بعد کلام وغیرہ افعال منافی تحریمہ کرنے سے سنتوں کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک سنتیں ہی جاتی رہتی ہیں تو تکمیلِ ثواب و خروج عن الاختلاف (یعنی اختلاف فقہاء سے نکلنے) کے لئے اعادہ بہتر ہے جبکہ اس کے سبب شرکتِ جماعت میں خلل نہ پڑے مگر فجر کی سنتیں کہ اُن کا اعادہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ۴/۹۷)

سُنّتِ بَعْدِیَّہ کی 3 سُنّتیں

- (1) جن فرضوں کے بعد سُنّتیں ہیں ان میں بعدِ فرض کلام نہ کرنا چاہئے اگرچہ سُنّتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہو جائے گا اور سُنّتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے اسی طرح بڑے بڑے اُردو و طائف کی بھی اجازت نہیں۔ (غُنِیۃ المَتمَلِی، ص ۳۴۳)
- (2) (فرضوں کے بعد) قبلِ سُنّتِ مختصر دعاء پر قناعت چاہئے ورنہ سُنّتوں کا ثواب کم ہو جائیگا۔ (بہارِ شریعت، ۱/۵۳۹)
- (3) سُنّت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے اُصح (یعنی دُرست ترین) یہی ہے کہ سُنّت باطل نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہر اُس کام کا ہے جو مُنافی تحریمہ ہے۔ (تَنْوِیْرُ الْاَبْصَار، ۲/۵۵۸)

(اسلامی بہنوں کی نماز، ص ۱۱۱)

صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت عَلَامَہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: سُنّتِ بعدیہ میں اگر کھانا لایا گیا اور بد مزہ ہو جانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلا عذر سنتِ بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگر چہ ادا ہو جائے گی۔ (رد المحتار، ۱۲/۵۵۹) (بہارِ شریعت، ۱/۲۶۶)

(28) نمازی کے آگے سے گزرنا

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (دورانِ نماز) اپنے آگے سے

گزرنے والے ایک شخص سے فرمایا: تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟ اس نے پوچھا: میں نے کیا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کی نماز کے سامنے سے گزرے ہو اور اپنے ایک یا دو سالہ عمل کی عمارت گرا دی ہے۔ (تاریخ دمشق، ۳۵۰/۳۵۵)

سترے کے مدنی پھول

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بِدْرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: مصلیٰ (یعنی نماز پڑھنے والے) کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا، راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (مسلم، ص ۲۶۰، حدیث: ۵۰۷)

❁ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔ (ابن ماجہ، ۵۰۶/۱، حدیث: ۹۴۶) ❁ امام مالک نے روایت کیا کہ کعب احبار فرماتے ہیں: نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ (الموطا، ۱/۱۵۴، رقم: ۳۷۱)

(بہار شریعت، ۱/۶۱۳) ❁ میدان اور بڑی مسجد میں مصلیٰ کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے، موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف

نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے، اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں اگر سترہ نہ ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ، ۱/ ۱۰۴) (بہار شریعت، ۱۱۵/۱) ❀ مصلیٰ کے آگے سترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے، تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت، ۱۱۵/۱) ❀ سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (الدر المختار ورد المحتار، ۲/ ۴۸۴) (بہار شریعت، ۱۱۵/۱) ❀ امام کا سترہ مقتدی کے لیے بھی سترہ ہے، اس کو جدید سترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔ (رد المحتار، ۲/ ۴۸۷) ❀ درخت اور جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (غنیۃ المتملی، ص ۳۶۷) مگر آدمی کو اس حالت میں سترہ کیا جائے جب کہ اس کی پیٹھ مصلیٰ کی طرف ہو کہ مصلیٰ کی طرف منہ کرنا منع ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ۱۱۶/۱)

وڈیرے کی توبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکوں پر استقامت پانے اور گھر میں سنتوں بھرا مدنی ماحول بنانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے،

اڈریولال (ضلع ٹیاری، باب الاسلام سندھ) کے اسلامی بھائی (عمر تقریباً ۴۲ سال) کا

بیان ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں شامل ہونے سے پہلے میں اپنے گوٹھ کا وڈیرہ تھا، گورنمنٹ کی ملازمت اور 145 ایکڑ زمین سے ملنے والی آمدنی کی وجہ سے میرے پاس بہت پیسہ تھا جس کی وجہ سے میں برائیوں کی دنیا میں چلا گیا، روزانہ شراب پینا، لوگوں سے جھگڑنا میرا مشغلہ تھا، عیاشیاں کرنا میرا شوق تھا، لوگوں کی دل آزاریاں کیا کرتا، وڈیرا ہونے کی وجہ سے غریب مجھے ڈر کے مارے کچھ بھی نہیں کہتے تھے۔ میرے والد صاحب کا کئی برس پہلے انتقال ہو چکا تھا، مجھ سے بڑے اور چھوٹے دونوں بھائی میری اس حالت سے تنگ تھے انہیں روزانہ میری شکایتیں ملا کرتیں۔ میں پوری پوری رات عیاشی کی محفلوں میں گزاردیتا پھر یار دوست نشے کے حالت میں مجھے گوٹھ چھوڑ جایا کرتے۔

میری قسمت یوں جاگی کہ میرے ایک شناسا اسلامی بھائی مجھے سات آٹھ سال سے ملتان میں ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت دیا کرتے مگر میں انکار دیتا۔ 2005ء کے اجتماع میں انہوں نے مجھے دعوت دی تو میں نے ہاں کر دی کہ چلو تھوڑا گھوم پھر بھی آئیں گے۔ مگر جب اجتماع میں امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی رقت انگیز دعائی تو میرے ہوش اُڑ گئے اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا کہ میں نے اتنا وقت ضائع

کر دیا! اس کے بعد میں نے 2007ء میں ٹنڈو آدم (باب الاسلام سندھ) میں 30 دن کا

اعتکاف کیا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! چہرے پر داڑھی بھی سبالی اور گناہوں سے توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ نے مجھے استقامت عطا فرمائی، میں نے ۱۴۵ یکڑ زمین کا انتظام بھی بڑے بھائی کو سونپ دیا اور انہی کو وڈیرے پن کے کام بھی سونپ دیئے۔ دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرتے کرتے مجھے علاقائی مشاورت کا خادم (نگران) بننے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

عطائے حبیبِ خدا مدنی ماحول ہے فِیہا نِ غوثِ ورضا مدنی ماحول
بفِیہا نِ احمد رضا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ یہ پھولے پھلے گا سدا مدنی ماحول
(وسائلِ بخشش، ص ۶۰۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زخمی ہوتے ہی ہنس پڑیں (حکایت)

حضرت سیدنا فتح موصی علیہ رحمۃ اللہ الول کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک مرتبہ زور سے گریں جس سے ناخن مبارک ٹوٹ گیا، لیکن دروسے ”ہائے ہو“ کرنے کے بجائے ہنسے لگیں!! کسی نے پوچھا: کیا زخم میں درد نہیں ہو رہا؟ فرمایا: ”صَبْر کے بدلے میں ہاتھ آنے والے ثواب کی خوشی میں مجھے چوٹ کی تکلیف کا خیال ہی نہ آ سکا۔“ (الْمَجَالَسَةُ لِلدَّيْنَوَرِيِّ ج ۳ ص ۱۳۴)

ماخذ و مراجع

نام کتاب	مطبوعہ	نام کتاب	مطبوعہ
قرآن مجید	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	فیض القدير	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
کنز الایمان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	مرآۃ المناجیح	فیضان القرآن، پبلیکیشنز، لاہور
تفسیر نفی	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ	تنویر الایضار	دارالمعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
تفسیر ابن ابی حاتم	مکتبۃ ازمعینی الباز، مکتبۃ المکرمۃ، الریاض ۱۴۱۶ھ	درمختار	دارالمعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
روح البیان	کوئٹہ	رد المحتار	دارالمعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
تفسیر خزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	المبدیۃ المدنیۃ	پشاور
صراط الیمان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	غنیۃ المستملی	سمیل اکیڈمی، لاہور
صحیح البخاری	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	غزیمون البصائر	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۸ھ
صحیح مسلم	دارالابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ	فتاویٰ ہندیہ	دارالکتاب بیروت ۱۴۰۳ھ
سنن الترمذی	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	فتاویٰ رضویہ (خزجہ)	رضا فاؤنڈیشن، لاہور ۱۴۱۸ھ
سنن ابی داؤد	دار احیاء التراث، بیروت ۱۴۲۱ھ	رسائل نعیمیہ	نعیمی کتب خانہ، گجرات
سنن نسائی	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ	بہار شریعت	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
ابن ماجہ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	اسلامی بیٹوں کی نماز	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
موطا	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	اشفا	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
مسند احمد	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	الریاض النضرۃ	دارالکتب العلمیہ بیروت
مصنف ابن ابی شیبہ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	سعدۃ الدارین	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
معجم کبیر	دار احیاء التراث، بیروت ۱۴۲۲ھ	منہاج القاصدین	دارالتوقین، دمشق ۱۴۳۱ھ
شعب الایمان	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ	عبود الہکایات	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
صحیح ابن حبان	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ	ادب الدین والدین	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ
موارد العظمیٰ	دارالکتب العلمیہ	کیا کئے سعادت	انتشارات تجلیہ، تہران
الموسوٰۃ لابن ابی الدنیا	مکتبۃ العصریہ، بیروت ۱۴۲۶ھ	احیاء العلوم	دارصادر بیروت
مسند الفروس	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ	روض الفائق	کوئٹہ
تاریخ دمشق	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ	تنبیہ الغافلین	دارالکتب العربیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
مشکوٰۃ المصابیح	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ	کتب الکبائر	پشاور، پاکستان
مجمع الزوائد	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ	کتاب التوہین	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ
الجامع الصغیر	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ	تذکرۃ الاولیاء	انتشارات گنجیہ ۱۳۷۹ھ
مجمع الجوامع	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ	مستطرف	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۹ھ
کنز العمال	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	جہنم کے خطرات	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
الترغیب والترہیب	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ	غیبت کی تباہ کاریاں	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
بحر الغوار، البحر، بحرانی الآداب	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	شیطان کے بعض ہتھیار	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
حلیۃ الاولیاء	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	شیطان کی حکایات	مکتبۃ غریب بک مثال، لاہور
شرح النہج لابن ہنّال	مکتبۃ الارشد، الریاض	دہم زندگی مع حب نبوی	کنج شکر، بیروت، لاہور
مرقاۃ المفاتیح	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	حدائق بخشش	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
التیسیر	مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض ۱۴۰۸ھ	وسائل بخشش	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

فہرس

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
26	اس کا عمل برباد ہو گیا	1	فرشتوں کی زیارت
26	بروز قیامت ندامت کا سامنا	2	لکڑی کا باکس (حکایت)
27	ریا کاروں کا انجام	4	اسلام کو چھوڑ دینا (ارتداد)
29	ہمارا کیا بنے گا؟	5	چار قسم کے لوگ
	میری ہجرت مال کے لئے نہیں تھی	6	بندہ اس پر اٹھایا جائے گا جس پر مرے گا
30	(حکایت)	7	آگ کے صندوق
31	ریا کی وجہ سے نیکی نہ چھوڑے	8	پھر تم کیا کرتے (حکایت)
	کیا دینی خدمت پر تنخواہ لینے سے	8	بارگاہ رسالت میں بے ادبی
32	ثواب کم ہو جاتا ہے؟	10	وہ اہل جنت سے ہیں (حکایت)
33	عجب و خود پسندی		دربار رسالت کے آداب رب کائنات
34	خود پسندی کی اہم وضاحت	11	نے بیان فرمائے
35	بہتر ہے کہ ساری رات سویا رہوں	12	حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں
35	نیک کاموں کی توفیق ملنا نعمت ہے	13	عزت و حرمت آج بھی ویسی ہے (حکایت)
36	خود پسندی کا علاج	15	احسان جتنا
38	بداخلاقی	15	جنت میں نہیں جائے گا
	بیوی کی بد اخلاقی برداشت کرنے کا	16	احسان کا بدلہ چکایا (حکایت)
39	طریقہ (حکایت)	17	حسد نیکوں کو کھٹا جاتا ہے
40	بد اخلاق قابلِ رحم ہے (حکایت)		حسد کے مارے یہودیوں نے جھوٹ
40	ترک نماز	18	بولا (حکایت)
41	نماز عصر کی خاص تاکید	19	مہنگائی کی تمنا کرنا
42	زمین سے دینار نکالنے والا نمازی (حکایت)	20	ایک کے بدلے دس (حکایت)
45	بے صبری	22	چالیس دن غلہ روکنا
46	مصیبت پر صبر کا انعام	23	پاک دامن عورت پر تہمت لگانا
46	ثواب کی رغبت رکھو	24	پیپ اور خون میں رکھے گا
47	محمود و ایاز اور لکڑی کی قاش (حکایت)	24	ہلاکت میں گرفتار ہوا (حکایت)
47	بیٹے کی وفات پر عمدہ کپڑے (حکایت)	25	ریا کاری
48	عمل کو برباد کرنے والی چھ چیزیں	26	اعمال رد ہو جائیں گے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
66	امید کام بھی کرواتی ہے (حکایت)	49	عیب نہ ڈھونڈو
67	ظلم	50	عیبوں کے پیچھے نہ پڑو
	ایک کی قبول ہو اور ہزاروں کی نہ	51	گناہ جھڑتے دکھائی دیتے تھے (حکایت)
68	ہو (حکایت)	52	پسندیدہ بندہ
69	کینہ	52	اپنی آنکھ میں شہتیر دکھائی نہیں دیتا
69	کینہ کسے کہتے ہیں؟	52	مسلمانوں کے عیوب تلاش کرنے کی سزا
70	دیگر گناہوں کا دروازہ کھل جاتا ہے	53	قساوت قلبی
71	گوشہ نشینی کی وجہ (حکایت)	54	دل کی سختی کا ایک علاج
72	مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا	54	دنیا کی محبت
73	ان کو اللہ سے کچھ کام نہیں	55	دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے
73	مسجد ہر مہتری کا گھر ہے	55	آخرت کو نقصان پہنچتا ہے
	مسجد سے سر باہر نکال کر جواب	55	دنیا کی حیثیت
74	دیا (حکایت)	55	فناء ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو (حکایت)
74	2 اہم سوال جواب	57	کون سی دُنیا اچھی؟
75	6 اہم مدنی پھول	58	مال دُنیا نے رُلا دیا (حکایت)
	مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والوں کو	59	حیا
78	نصیحت (حکایت)	59	شرعی حیا کسے کہتے ہیں؟
79	غیبت	60	کثرت حیا سے منع مت کرو
79	والدین میری نیکیوں کے زیادہ حقدار ہیں	60	حیا زینت دیتی ہے
80	میری نیکیاں کہاں گنیں؟	60	جو چاہو کرو
	مال دینے میں بخیل مگر نیکیاں لٹانے	61	حیا کیسی ہو؟
80	میں بخی!	62	شب بیداری شروع فرمادی (حکایت)
81	اپنی بُرائیاں یاد کر لیا کرو	62	لبی امید
81	ایک سوال کے 2 جواب! (حکایت)	63	لبی امیدوں کے اسباب
82	اس کا عمل بے کار ہو گیا		تمہیں دوسری نماز پڑھنے کو ملے
82	میرا روزہ بھی ہے (حکایت)	65	گی؟ (حکایت)
82	ثواب کم نہیں ہوتا	65	جسم بوزہا مگر امید جوان (حکایت)
83	نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ غم	65	روزانہ موت کی تیاری (حکایت)
83	بلا اجازت شرعی کتاب لانا	66	تم رات تک زندہ رہو گے؟ (حکایت)

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
91	دُعا قبول نہ ہونے کا سبب (حکایت)	84	کتے کو پالنا کب جائز ہے؟
92	مالِ حرام سے جان چھڑا لیجئے		لڑانے یا دوڑانے کے لئے کتنا نہ پالا جائے
93	مالِ حرام سے نجات کا طریقہ	85	آپس کا فساد
	فرض کے بعد سنتیں پڑھنے میں تاخیر کرنا	85	آپس کا فساد
93	سنتِ قبلہ کا دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے	86	شیطان کی انگلی (حکایت)
94	سنتِ بعدیہ کی 3 سنتیں	87	نجومی کے پاس جانا
95	نماز کے آگے سے گزرنا	88	نجومی کو ہاتھ دکھانا کیسا؟
96	سُترے کے مدنی پھول	89	شوہر کی ناشکری کرنا
97	وڈیرے کی توبہ	90	حرام مال کمانا
			حلال کھانا اصلاح کے لئے ضروری ہے
		90	حرام کے ایک درہم کا اثر
		91	

بیماری بہت بڑی نعمت ہے

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بَدْرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس کے مَنافع بے شمار ہیں، اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتِ راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے، حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے۔ حقیقی بیماری امراضِ رُوحانیہ (مَثَلُ دُنیا کی مَحَبَّت، دولت کی حرص، بُخل، دل کی سختی وغیرہ) ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرضِ مُہلک (مُہ - لک - یعنی ہلاک کرنے والی بیماری) سمجھنا چاہئے۔

(بہارِ شریعت ج ۱ ص ۷۹۹)

تکلیف نہ دیجے

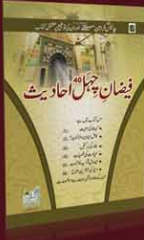
(مع 96 دلچسپ حکایات)



نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نماز مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اچھی اچھی یتنوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ﷻ سنتوں کی تربیت کے لئے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ﷻ روزانہ ”فکرِ مدینہ“ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔

میرا مدنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”مدنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ



ISBN 978-969-631-770-8



0125505



فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net